عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

اسلام کا پیغامِ اتحاد

ماہِ صفر المظفر

تاریخی حیثیت | توہم پرستی | احکام ومسائل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

گھروں میں تصاویر رکھنے کا حکم

س:......گھر میں تصویر رکھنا، والدین کی یادگار کے طور پر یا میاں بیوی کی شادی کی تصویر یا بچوں کی تصاویر وغیرہ، اسی طرح جانوروں کے مجسمے سجاوٹ کے لئے رکھنا، کیا ان سب باتوں کی گنجائش ہے؟

ج:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ’’جس گھر میں تصویر اور کتا ہو تو رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔‘‘ اب یہ خود دیکھ لیا جائے کہ والدین کی تصویر سے یا میاں بیوی کی تصویر سجانے سے ہمیں کوئی فائدہ ہے یا رحمت کے فرشتوں کا گھر میں داخل ہونے اور ان کی ہمارے لئے دعائے خیر کرنے میں زیادہ فائدہ ہے؟ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق گھروں میں، آفس میں یا کسی بھی جگہ تصویریں لٹکانا، خواہ کسی بھی مقصد کے پیش نظر ہو جائز نہیں۔ اسی طرح انسانوں کے یا جانوروں کے مجسمے سجاوٹ کے لئے رکھنا بھی جائز نہیں، کیونکہ اس عمل سے تصویروں اور تصویر سازی کی شناعت ختم ہوجاتی ہے اور اس کی جگہ محبت سما جاتی ہے اور خدانخواستہ ہمارا یہ عمل آگے چل کر بت پرستی اور بت سازی کی طرف نہ چلا جائے، کیونکہ شیطان مردود نے اس طرح ہی مسلمانوں کے گھروں میں بت پرستی کی ابتداً کروائی کہ پہلے پہل مسلمانوں نے اپنے بزرگوں کی تصویر بطور یادگار کے اپنے پاس رکھیں اور پھر ان کی آنے والی نسلوں نے ان کی پوجا پاٹ شروع کردی۔ تصویر یا مجسمے بنانے والوں کو قیامت کے دن سخت ترین عذاب دیا جائے گا اور ان کو بطور زجر و توبیخ کہا جائے گا کہ اب تم اپنے بنائے ہوئے ان مجسموں میں جان ڈالو۔ ظاہر ہے کہ آدمی کے بس میں کہاں ہوگا، کیونکہ یہ تو صرف خدا کی شایانِ شان ہے، لہٰذا آدمی اس وقت بہت بے بس و مجبور ہوگا اور شرمندگی کی انتہا ہوگی۔ اسی لئے تصویر بنانے، بنوانے یا ایسی چیز ڈرائنگ کرنے سے جو کہ جاندار ہو احتیاط کریں۔ اسی طرح جن ڈبوں یا چیزوں پر فوٹو ہوتا ہے، انہیں مارکر یا کسی ایسی ہی چیز سے مٹا دینا چاہئے۔ چہرہ مٹا دینے سے تصویر ختم ہوجائے گی۔

غیر مسلم کو مطالعہ کے لئے قرآن دینا

س:......غیر مسلم اگر قرآن مجید مطالعہ کے لئے مانگے تو دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا غیر مسلم کو بھی وضو کرکے قرآن مجید پڑھنا ہوگا؟

ج:......اگر غیر مسلم کے دل میں قرآن کریم کی عظمت ہو اور آپ کو اطمینان ہو کہ وہ بے ادبی نہیں کرے گا تو اس کو مطالعہ کے لئے قرآن مجید دینا جائز ہے، بہتر ہے کہ اسے کہا جائے کہ وہ وضو اور غسل کرکے پاکی کی حالت میں قرآن کریم کا مطالعہ کرے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کا راستہ کھول دیں اور اسلام قبول کرلے۔ اگر اس کو کسی بات کے سمجھنے میں دشواری ہو تو کسی ماہر عالم سے ملوا دیا جائے، تاکہ اس کا شبہ دور ہو اور سمجھنے میں بھی آسانی ہو۔

جائیداد کی تقسیم

س:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا اور میں ان کی اکلوتی بیٹی ہوں اور میرے ایک چچا ہیں اور ایک سوتیلی والدہ ہیں۔ ان ورثاء کے درمیان مکان کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ مکان کی مالیت دس لاکھ روپے ہے۔

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ کے والد مرحوم کی کل جائیداد کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں چار حصے آپ کے اور ایک آپ کی سوتیلی والدہ کا اور باقی تین حصے آپ کے چچا یعنی مرحوم کے بھائی کے ہوں گے۔ یعنی دس لاکھ روپے میں سے پانچ لاکھ روپے آپ کے اور ایک لاکھ پچیس ہزار آپ کی سوتیلی والدہ کے اور بقیہ تین لاکھ پچھتر ہزار آپ کے چچا کے ہوں گے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۳۹ ۱۳تا۱۹رصفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا۷راکتوبر۲۰۲۰ء شمارہ:۳۷

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری،صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی،مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم،محمد فیصل عرفان خان

بـــیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

پاکستان کے لئے مشکلات کون پیدا کررہا ہے؟	۴	محمد اعجاز مصطفی
ختم نبوت کانفرنس......	۶	ضبط وترتیب:مولانا محمد قاسم
اسلام کا پیغام اتحاد	۱۰	مولانا عمران اللہ قاسمی
ماہ صفر المظفر......	۱۳	مولانا محمد ابوبکر شیخوپوری
اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کی مشترکہ جدوجہد	۱۶	مولانا زاہد الراشدی
بے حیائی کا سیلاب	۱۹	مولانا یحییٰ نعمانی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۲	ادارہ

زرتعاون

امریکا،کینیڈا،آسٹریلیا:۱۰۰ڈالر،یورپ،افریقہ:۸۰ڈالر،سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات،بھارت،مشرق وسطیٰ،ایشیائی ممالک:۷۰ڈالر
فی شمارہ۱۵روپے، ششماہی:۳۵۰روپے، سالانہ:۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر:جامع مسجد باب الرحمت(ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی،فون:۳۲۷۸۰۳۳۷،فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر:حضوری باغ روڈ،ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر:عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع:القادر پرنٹنگ پریس طابع:سیّد شاہد حسین مقام اشاعت:جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

پاکستان کے لئے مشکلات کون پیدا کرتا رہا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

یہ ایک تقریر تھی جو طلبا کرام کے سامنے کی گئی، اہم معلومات کی بنا پر افادہ عام کے لئے بطور اداریہ سے یہاں نقل کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

میرے عزیز طلبا اور ساتھیو! برصغیر میں انگریزی حکومت کے آخری دور میں علماء کرام کی جدوجہد آزادی کے نتیجہ میں انگریز نے فیصلہ کرلیا کہ مجھے یہاں سے نکلنا ہے۔ انگریز کے زمانہ میں جس علاقہ میں مسلمانوں کی اکثریت ہوتی اور وہاں کوئی افسر لگایا جاتا تو وہ یا تو ہندو ہوتا یا سکھ ہوتا تو مسلمان کہتے کہ ہماری اکثریت ہے اور ہم پر کوئی ہندو یا سکھ کیوں مسلط ہے؟ ہمارا کوئی مسلمان افسر ہونا چاہئے تو انگریز وہاں قادیانی کو لاکر کھڑا کردیتے اور پھر وہ ہندو اور سکھ سے بھی زیادہ مظالم ڈھاتا اور جب شور اٹھتا تو کہتے کہ یہ تمہارا مسلمان ہے۔ اس طرح مظالم کے حالات میں اس وقت ہمارے کلمہ گو مخلص مسلمان بھی ان قادیانیوں کی پناہ لیتے تھے۔ جیسے آج کل ہے کہ ایک نوجوان نے محنت کی، دنیاوی تعلیم مکمل کی، پی ایچ ڈی تک کرلیا لیکن اسے عملی میدان خالی نظر آتا ہے کہ تعلیم تو اتنی زیادہ ہے لیکن اس کی کوئی قدردانی نہیں ہے، تو آپ کو پتا ہے کہ بہت سارے لوگ ایمان لوٹنے کے لئے ان کے سامنے پیکج لاتے ہیں کہ ہماری بات مان لو تو تمہیں نوکری، باہر کا ویزا، شادی، اونچا رتبہ سب مل جائے گا۔ آج ہر آدمی اسٹیٹس کے پیچھے ہے تو اس وقت نوجوان قادیانیوں کی پناہ تلاش کرتے تھے کہ ہم ان کے ساتھ رہیں گے تو ہمیں نوکری مل جائے گی، ہمارا اسٹیٹس بنے گا۔ اس وجہ سے عام لوگ سمجھتے تھے کہ وہ بھی مسلمان والا کلمہ، نماز پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر علماء کرام کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس فتنہ کو بے نقاب کیا اور ان کے کفریہ عقائد کو عوام پر واضح کیا۔

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ پہلے تیرہ سو سال میں اگر کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا وہ اتنا پھلا پھولا نہیں ہے، بڑھا نہیں ہے۔ قادیانیت میں کیا خصوصیت ہے کہ آج تک سو سال ہوگئے یہ لوگ موجود ہیں؟ بھئی! پہلے اگر کسی ملک میں اگر کوئی ایسا دعویٰ کرتا تھا تو وہاں کا مسلمان بادشاہ اسے برداشت نہیں کرتا تھا، اس کی جو سزا ہے وہ اسے دیتا تھا، اگر کسی علاقہ میں ہوتا تو وہاں کا بڑا اور سربراہ مسلمان بھی اسے برداشت نہیں کرتا تھا۔ لیکن یہاں چونکہ انگریز کی چھتری تھی، انگریز کی پشت پناہی تھی، انگریز کی حفاظت تھی اور آج تک ہے اور اب تو کھلم کھلا ہے۔ ابھی پچھلے ہی دنوں امریکا نے بیان دیا کہ تم اپنے شناختی کارڈ میں قادیانیوں کو غیر مسلم نہیں لکھو تو ہم تمہیں نیا پیکج دیں گے۔ برطانیہ اور امریکا ان کی پشت پر ہیں تو جیسے آج یہ بچے ہوئے ہیں، اس وقت بھی اسی وجہ سے بچ گئے تھے۔ ہاں! علماء کرام نے تقریریں کیں، مناظرے کئے اور فتاویٰ لکھے، کتابیں لکھیں، جس کی وجہ سے الحمدللہ! علماء کرام نے ہر ایک کو ان کی اصلیت بتادی۔ اس وقت بڑے بڑے عہدوں پر ان قادیانیوں کو رکھا جاتا تھا تو ہمارے مسلمان بھی ان کے پیچھے جاتے تھے۔ آج بھی ہم مسلمانوں کے ہاں کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے اور اقلیتیں ہمیشہ منصوبہ بندی کے ساتھ چلتی ہیں۔ پاکستان بن جانے کے بعد ان لوگوں نے کئی جگہوں کو ہدف بنایا کہ ہم اپنے لوگ کہاں کہاں زیادہ سے زیادہ کھپا سکتے ہیں۔ پہلا ہدف ہماری فورسز ہیں اور آج کھلے ہوئے قادیانی کم جبکہ چھپے ہوئے بہت زیادہ

ہیں، بلکہ انہوں نے خود لکھا کہ ہم نے یہ ہدف پورا کرلیا ہے اور جتنے اہم عہدے ہیں وہاں انہوں نے اپنے لوگ خفیۂ بٹھائے ہوئے ہیں۔ یا تو خود قادیانی ہوتے ہیں ورنہ قادیانی نواز تو ضرور ہی ہوتے ہیں۔ اسی لئے ہمارے اکابر نے یہ بنیادی مطالبہ رکھا تھا کہ اہم اور کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ ایک کتاب ہے: ’’عدالتی فیصلے‘‘۔ اس میں ایک عجیب فیصلہ لکھا ہوا ہے کہ: ایک گاؤں کا پٹواری قادیانی بنا، گاؤں والوں نے احتجاج کیا کہ یہاں ہم مسلمانوں کی اکثریت ہے تو یہ پٹواری کیسے ہم پر مسلط ہوگیا؟ پٹواری تھا یا نمبردار! معاملہ عدالت میں گیا تو عدالت نے قرار دیا کہ جس گاؤں میں اکثریت مسلمانوں کی ہے وہاں اقلیت ان پر نمبردار یا پٹواری نہیں بن سکتا۔ ایک مسلمان گاؤں کا پٹواری یا نمبردار قادیانی نہیں بن سکتا تو مسلمانوں کے کسی ادارہ، صوبہ یا ملک کا سربراہ یا کسی اہم عہدے پر قادیانی کیسے آسکتا ہے؟ لیکن ہمارے ہاں تحکم وزورآوری ہے اور ہماری سیاسی جماعتیں بھی ہمیشہ انہیں خوش رکھتی ہیں تاکہ آقا ہم سے خوش رہیں۔

اب انگریز کو یہ یقین ہوگیا کہ میں نے ملک ہندوستان کو چھوڑنا ہے تو قادیانیوں نے یہ سمجھا کہ یہ ہمیں نئے ملک پاکستان کی باگ ڈور دے کر جائیں گے اور ہم ان کے قائم مقام بن کر حکومت کریں گے۔ ۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان کی تقسیم ہوئی اور چونکہ یہ تقسیم جنگ کے نتیجہ میں نہیں بلکہ صلح کے ساتھ ہو رہی تھی تو فارمولا یہ طے ہوا کہ جس ضلع میں مسلمان زیادہ ہیں وہ پاکستان کو ملے گا اور جس ضلع میں ہندو یا دوسرے لوگ زیادہ ہیں وہ انڈیا کو ملے گا۔ قادیان ضلع گورداسپور کا ایک قصبہ ہے، یہاں دو باتیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ قادیانیوں نے باؤنڈری کمیشن میں درخواست دی کہ ہمیں مسلمانوں کے ساتھ شامل نہ کیا جائے اور ان کا یہ خیال تھا کہ جس طرح ویٹی کن سٹی ایک آزاد شہر ہے جو کسی حکومت کے تحت نہیں آتا، اسی طرح ہمیں بھی قادیان میں یہ حیثیت دی جائے کہ ہم پر نہ پاکستان اور نہ ہی انڈیا کا تسلط ہو۔ یہ بالکل یہودیوں جیسی ان کی سوچ تھی کہ یہاں رہ کر ہماری ایک آزاد حیثیت ہونی چاہئے۔

قادیانیوں نے ابتدا خود کی کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں، لیکن ان کی وہ درخواست نہیں مانی گئی۔ مرزا بشیرالدین محمود وہاں سے بھاگ کر پاکستان آیا اور یہاں چناب نگر میں ایک ہزار ایکڑ سے زیادہ رقبہ کوڑیوں کے مول انہیں الاٹ کیا گیا ننانوے سال کی لیز پر۔ ان کے باؤنڈری کمیشن کو درخواست دینے کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع پاکستان میں شامل نہ ہوسکا، اگر یہ خود کو مسلمانوں میں شمار کرتے تو اس ضلع کی اکثریت مسلمانوں کی سمجھی جاتی لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اگر یہ ضلع پاکستان کو مل جاتا تو انڈیا کا کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں، کشمیر کی طرف۔ انڈیا کا کشمیر کے ساتھ رابطہ اسی ضلع گورداسپور سے ہے، بس! اب یہ قادیانیوں کی کارستانی ہے کہ پورا ضلع ہمارے ہاتھ سے گیا۔ دوسرا ان قادیانیوں کی وجہ سے کشمیر کا مسئلہ آج تک گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے تو کہا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اور سارے پانی بھی وہاں سے آتے ہیں، تو پاکستان کی پیٹھ میں یہ چھرا قادیانیوں نے گھونپا ہے، شروع دن سے ان کی یہی روش رہی ہے، کیونکہ ان کا مطالبہ نہیں مانا گیا۔ اب پاکستان میں آتے ہی یہ ہر جگہ گھس گئے۔ حالانکہ یہ کافی عرصہ اکھنڈ بھارت کی بات کرتے رہے یعنی پاکستان دوبارہ انڈیا سے ملے گا اور یہ لوگ اپنی میتیں بھی یہاں امانتاً دفناتے تھے کہ جب انڈیا پاکستان ایک ہو جائیں گے تو ہم اپنے مردے قادیان لے جائیں گے۔ یہ سب ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ جن کا اعتقاد ہی یہ ہو کہ پاکستان نے نہیں رہنا اور پاکستان نے ٹوٹنا ہے، وہ پاکستان کے استحکام کے لئے کوشش کریں گے؟ کسی بھی ادارے میں ہوں، یہ ہمیشہ پاکستان کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ہر دن ان کی یہی کوشش ہوتی ہے۔ اب تو کھلم کھلا ان کے بیانات موجود ہیں۔ ان کا یہ عہد ہوتا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے اپنے خلیفہ کی بات ماننی ہے، اس کے بعد اگر وہ کسی ادارے میں ملازم ہیں تو ادارے کی باری آتی ہے، ورنہ سب سے پہلے اپنے خلیفہ کی بات مانتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

ختم نبوت کانفرنس، پشاور

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کا فکر انگیز خطاب

بتاریخ: ۷/ستمبر ۲۰۲۰ء

ضبط و ترتیب: مولانا محمد قاسم، کراچی

خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا:

آج مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء واپس آ گیا۔ میں نے ۱۹۷۴ء کا وہ ماحول اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں، میں ملتان جیل میں رہا ہوں۔ آج جب ہم اس دن کو یاد کرتے ہیں تو ہمیں آج مل کر اس تحریک کی قیادت محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ، مفکر اسلام مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمودؒ، علامہ شاہ احمد نورانیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحقؒ (اکوڑہ خٹک)، ان کے رفقاء اور ان کے ساتھ جناب پروفیسر غفور احمدؒ، خان عبدالولی خانؒ، نواب زادہ نصر اللہ خانؒ، چوہدری ظہور الٰہیؒ کہ جن کا تعلق حزبِ اختلاف سے تھا اور علماء کی یہ قیادت اس تحریک کی قیادت تھی جبکہ پارلیمنٹ کی قیادت جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم، مولانا کوثر نیازی، عبدالحفیظ پیرزادہ، یحییٰ بختیار کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جن کی اجتماعی سوچ و فکر اور اجتماعی جدوجہد نے اس وقت قادیانیت کے فتنہ کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا۔

میرے محترم دوستو! جب بات ختم نبوت کی آتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو محض ایک مذہبی مسئلہ ہے اور ہماری دنیا میں جہاں مذہب آتا ہے اسے ایک نارمل قسم کا عنوان قرار دے دیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں: ''ختم نبوت سیاسی عنوان ہے۔'' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔'' (بخاری، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، رقم الحدیث:۳۴۵۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسانی معاشرہ کا سیاسی نظام اور اس کی تدبیر و انتظام انبیاء کرام علیہم السلام کے ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ بنی اسرائیل کے انبیاء سیاسی نظام ہاتھ میں لئے ہوئے تھے، ایک پیغمبر جاتا تھا تو دوسرا اس کے سیاسی نظام کو سنبھالتا تھا اور اب میں آخری پیغمبر ہوں، اب دنیا کا سیاسی نظام میرے ہاتھ میں ہے۔ اب بتاؤ! ''ختم نبوت'' سیاسی عنوان ہے یا نہیں؟ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا عنوان ہے یا نہیں؟ تو اس بنیاد کو بھی سامنے رکھتے ہوئے ہمیں بڑی وضاحت کے ساتھ امت مسلمہ کو سمجھانا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے خلفاء تو امت میں آ سکتے ہیں، لیکن ان کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آ سکتا، کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

میرے محترم دوستو! آج مجھے ایک شکایت ہے، جب بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے، ہم نے ردعمل کو جرم کہا: ''فلاں نے قانون ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اس نوجوان نے قانون ہاتھ میں لیا ہے۔'' میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے آئین و قانون کی رو سے اگر کوئی ''ختم نبوت'' کا انکار کرتا ہے، اگر کوئی توہین رسالت کا ارتکاب کرتا ہے، یہ قانون کو ہاتھ میں لینا نہیں ہے؟ اسے جرم کیوں نہیں کہا جاتا؟ اور جب وہ عناصر جو پاکستان میں قانون کو ہاتھ میں لے کر ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں، غیر مسلم ہوتے ہوئے اسلامی شعائر کو استعمال کرتے ہیں، توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہیں تو پھر اگر اس کے خلاف ردعمل آتا ہے تو اسے یہ کہنا کہ قانون ہاتھ میں لے لیا ہے، یہ زیادتی ہوگی۔ یہ انصاف کا تقاضا نہیں ہوگا۔ میں پشاور کے وکلاء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس نوجوان کی وکالت عدالت میں کی ہے اور اس کا مقدمہ لڑ رہے ہیں۔

میرے محترم دوستو! میں اس سے آگے جانا چاہتا ہوں۔ میں پاکستان کی ریاست کو جھنجھوڑنا چاہتا ہوں۔ ابھی چند دن ہی ہوئے، برطانوی پارلیمنٹ میں برطانوی پارلیمنٹ کے چالیس ارکان کے دستخطوں سے انکوائری رپورٹ کے نام سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے اور ۱۹۵۴ء (یعنی ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد) سے لے کر ۲۰۱۸ء تک انہوں نے یہ رپورٹ بنائی ہے، جس میں انہوں نے قادیانیوں کو صرف مظلوم ہی نہیں

کہا بلکہ پاکستان کی ریاست کو ذمہ دار قرار دیا ہے کہ اگر یہ لوگ مظلوم ہیں اور ان کا دم پاکستان میں گھٹ رہا ہے تو اس کی سرپرستی پاکستان کی ریاست کر رہی ہے۔ یہ اس برطانیہ کا ریاستی اور سلطنتی کردار ہے، جس برطانیہ کی ریاست کے بارہ میں خود مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

”میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات، ج:۳،ص:۱۹۸)

جو کل بھی انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا، آج بھی برطانیہ اس کی آبیاری کر رہا ہے۔ ہم برطانیہ سے کہنا چاہتے ہیں کہ تمہاری حکومت برصغیر پر تھی تو میرے اکابر نے تمہارا بوریا بستر لپیٹ کر تمہیں اس سرزمین سے نکالا اور تمہارے اقتدار کا سورج غروب کیا تھا، اور تمہارا ایجنٹ قادیانی، جو نئی شریعت کا دعویدار تھا، وہ اسلام کے خاتمہ کا دعویدار بن گیا، جہاد کے خاتمہ کا دعویدار بن گیا، پھر تمہاری باقیات کو بھی ہمارے اکابر نے دفن کیا، تو اب تم دوبارہ اپنے اس پودے کی آبیاری کرکے اپنی مٹی پلید کرنے کی کوشش نہ کیا کرو۔

مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ آج تک پاکستان کی ریاست کی زبان گنگ کیوں ہے؟! اس پر وزارت خارجہ کیوں خاموش ہے؟ ہماری اسٹیبلشمنٹ کیوں خاموش ہے؟ ہمارے حکمران اس پر کیوں خاموش ہیں؟ کیا سمجھیں ہم کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ سے تحریک اٹھے اور ہمارا ملک اس پر خاموش رہے تو پھر حکمرانو! ہمیں کہنے کا حق دو ناں کہ ”دال میں کچھ کالا ہے“ بلکہ دال ساری کی ساری ہی کالی لگتی ہے۔

قادیانیوں سے ہمارا کچھ بھی جھگڑا نہیں سوائے اس کے کہ وہ پاکستان کے آئین کے مطابق خود کو غیر مسلم تسلیم کرلیں، پھر جس طرح ہندو، عیسائی، سکھ رہتے ہیں، قادیانی بھی پاکستان میں آئین کو تسلیم کرتے ہوئے رہیں۔ اگر صوفی محمد کہتا ہے کہ میں اس آئین کو نہیں مانتا، اگر طالبان کہتے ہیں کہ ہم اس آئین کو نہیں مانتے، تو اس آئین کے انکار پر وہ غدار اور دہشت گرد ٹھہرتے ہیں، ریاست ان کے خلاف آپریشن کرتی ہے، لیکن اگر قادیانی طبقہ آئین کو تسلیم نہیں کرتا تو ان کو پاکستان کا غدار کیوں نہیں کہا جارہا؟ بنیادی چیز یہ ہے کہ پاکستان بطور ریاست وضاحت کرے اور برطانیہ کو جواب دے کہ پاکستان میں ریاست کی سطح پر قادیانیوں پر کوئی ظلم نہیں ہورہا، نہ اس کی سرپرستی ہورہی ہے۔ قادیانیوں کو پاکستان کے خلاف بھڑکانے کے لئے ریاست برطانیہ اور سلطنت برطانیہ ابھار رہا ہے اور پاکستان کے خلاف جرم کا مرتکب ہورہا ہے۔ ہم پاکستان کے قوانین کیا باہر کے دباؤ کی بنیاد پر بنائیں گے؟ دو سال میں کوئی قانون سازی نہیں ہوئی۔ ایک ہوئی ہے: آرمی ایکٹ والی، جس میں آرمی چیف کی مدت ملازمت میں توسیع ہوئی اور آج ایک قانون سازی ”ایف اے ٹی ایف“ کے دباؤ پر ہورہی ہے۔

ہماری پارلیمنٹ میں قانون پاس کیا جارہا ہے کہ اگر اقوام متحدہ ایک قرارداد پاس کرے اور اس قرارداد کا تقاضا یہ ہو کہ دو، چار گھنٹے کے اندر اندر اس کی تعمیل ہو تو پھر ہر ریاست اس کی پابند ہوگی کہ وہ اس پر عمل درآمد کرے اور اگر کوئی ادارہ یا اس ادارہ کا کوئی فرد اس میں رکاوٹ بنے گا یا اس کو ناکام بنانے کی کوشش کرے گا تو اسے ۵ سے ۱۰ سال تک قید کی سزا ملے گی اور ۵ کروڑ سے ۱۰ کروڑ تک جرمانہ لگے گا۔ وہاں قرارداد اور یہاں قانون! یہ غلامی کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟! تم نے ایسے ایسے قوانین پاس کئے کہ جن قوانین کے بعد آج پاکستان کو ایک آزاد اور خود مختار ریاست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کل اگر اقوام متحدہ یا عالمی ادارہ قرارداد پاس کرلے کہ ناموس رسالت کا قانون انسانی حقوق کے خلاف ہے، اگر وہ قانون یا قرارداد پاس کرلے کہ قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا قانون انسانی حقوق کے منافی ہے اور ہماری قرارداد پر عمل درآمد کرو تو یہ ساری قانون سازی جس تیزی کے ساتھ ہورہی ہے، کیا اسی لئے ہورہی ہے؟

یاد رکھو! تمہارے دلوں کے اندر جو چھپی ہوئی شرارتیں ہیں، تمہاری جو بدنیتی ہے، تمہارے دماغوں کا جو گند اور غلاظت ہے، ہم اس سے واقف ہیں۔ میں آج تاحد نظر انسانوں کے اس سمندر میں اپنے کارکنوں اور نوجوانوں اور اپنے پشتونوں کو پشاور میں کھڑے ہوکر کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی سطح پر بھی کسی بین الاقوامی دباؤ کے بعد قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے قانون کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی یا ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون میں تبدیلی کی کوشش کی گئی تو ان شاء اللہ! گلی کوچے میں کٹ مریں گے لیکن ناموس رسالت پر تمہیں اس طرح کا کردار ادا نہیں کرنے دیں گے۔

حکمرانو! سن لو ذرا، ہم بتادینا چاہتے ہیں، آپ کے دورِ حکومت میں تین چار کام ہوئے ہیں، ایجنڈا ہر دورِ حکومت میں رہا، دباؤ ہر دور میں حکومت پر رہا، لیکن اسے مقصدِ حکومت بنا کر جو تم

لے کر آئے ہو، ان میں سے ایک یہ کہ اس دور میں آپ نے توہین رسالت کی مرتکب ایک خاتون کو کتنے فخر کے ساتھ ملک سے باہر بھیجا! اگر وہ بری ہے اور گناہ گار نہیں ہے تو پاکستان میں تم اسے تحفظ کیوں نہیں دے سکتے؟ اپنے باہر کے آقاؤں کے پاس بھیج کر اس پر فخر بھی کر رہے ہو تو پتہ چلتا ہے ناں کہ اس کے پیچھے کیا ذہنیت کارفرما ہے! قادیانیوں کے مسئلہ پر قادیانی نیٹ ورک ان دو سالوں میں جتنا متحرک ہوا ہے، پاکستان کی تاریخ میں نہیں ہوا۔ بین الاقوامی سطح پر بھی متحرک ہوا ہے، مطلب ہے آپ کو کوئی ڈیوٹی دی گئی ہے ناں! کہ جب وقت آئے گا پھر آپ نے یہی کچھ کرنا ہے۔ لیکن سن لو! ہم نے آپ کو ایسا نہیں کرنے دینا۔ ہم ہاتھ ہی نہیں مروڑیں گے، ان شاءاللہ! تمہاری گردن بھی مروڑ دیں گے۔

تیسری بات سن لو کہ پاکستان میں پہلی مرتبہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کی تحریک میں اضافہ ہوا ہے۔ میڈیا کی سطح پر ہو یا سیاسی محاذ پر ہو، ہر شخص اسرائیل کا وکیل بنا ہوا ہے، اور کہتا ہے کہ اسرائیل سے تعلق نہیں ہوگا تو کھائیں گے، پئیں گے کہاں سے؟ یہودیوں کی پیروی کا یہ اضطراب اور یہ شوق جو آج کے دور کے اس حکمران کو ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید انہی کے بارہ میں فرمایا تھا:

''لتتبعن سنن من قبلكم شبراً بشبر وذراعاً بذراع حتى لو دخلوا جحر ضب تبعتموهم قلنا يا رسول الله! اليهود والنصارى؟ قال: فمن؟ ۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم الحدیث:۷۳۲۰)

ترجمہ: ''تم پر ایک زمانہ آئے گا کہ تم پچھلی امتوں کی قدم قدم بالشت بالشت اس طرح پیروی کرتے ہوئے نظر آؤ گے کہ اگر وہ گوہ کی غار میں بھی گھسنے لگیں تو تم وہاں بھی ان کے پیچھے چلتے رہو گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا ہم یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور کون ہوسکتا ہے!۔''

آج کے حکمران ان پیشینگوئیوں کا مصداق بن رہے ہیں۔ دنیا میں اور بھی حکمران ہیں جو اس کا مصداق بن رہے ہیں، کٹھ پتلی حکمران، جن کی اپنی کوئی ریاست نہیں ہے، وہ ریاستیں درحقیقت امریکا کی کالونیاں ہیں، آج وہاں بھی اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں ہورہی ہیں۔ آپ کا دباؤ ہوگا تو ان شاءاللہ! کچھ بھی نہیں ہوسکے گا۔

ہماری ایک جچی تلی رائے ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا، یہاں ایک پاکستانی قوم رہتی ہے اور یہ ملک اس کا متحمل نہیں ہے کہ یہاں فرقہ وارانہ فسادات ہوں، لسانی فسادات ہوں، قومیتوں کے درمیان تعصبات ہوں، صوبائی نفرتیں ہوں۔ جمعیت علماء اسلام اور پاکستان کی دینی مذہبی سیاسی قیادت نے تاریخ میں اول دن سے ہمیشہ ہم آہنگی کا کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے قراردادِ مقاصد پاس کی، آج وہ آئین کا حصہ ہے، تمام مکاتب فکر اس پر متفق ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے بائیس اسلامی دفعات پر اتفاق کیا، آج بھی اس پر اتفاق ہے، کسی مکتب فکر نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین اور اس آئین کی اسلامی دفعات پر تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہے، کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ''ختم نبوت'' کے حوالہ سے ترمیم آئی، تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہے، کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ''اسلامی نظریاتی کونسل'' بنی، اس کی تمام سفارشات آج بھی متفقہ ہیں اور کسی مکتب فکر کا ان سفارشات میں اختلاف نہیں۔ لیکن پھر بھی یہاں مسلکی فسادات ابھارنے کے لئے ان کو کہیں نہ کہیں سے مہرے مل جاتے ہیں، کوئی عمل کی صورت میں اور کوئی ردِ عمل کی صورت میں۔ اگر کوئی شخص سرِ بازار صحابہ کرامؓ کے خلاف بازاری زبان استعمال کرتا ہے، پاکستان کے ستر سالوں میں ہمیں بھی کچھ تجربہ ہوگیا ہے کہ اس کے پیچھے کون کارفرما ہوتا ہے! میں بار بار ایک بات کہہ چکا ہوں کہ دنیا میں دہشت گردی کے خلاف جنگ ہم مسلمانوں کی ضرورت تو نہیں ہے، یہ امریکا اور مغرب کی ضرورت ہے۔ وہ پوری دنیا کی معیشت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اور پوری دنیا میں فوجی مہم جوئی کرنا چاہتا ہے تاکہ وہاں کے وسائل تک اس کی رسائی ہو اور ان پر قبضہ کرے۔ جنگ اس کی ضرورت ہے لیکن بدنام مسلمان ہیں، بدنام مسلمانوں کا نوجوان ہے، پروپیگنڈا ان کے خلاف ہے۔ اسی طرح میں کہنا چاہتا ہوں کہ مسلکی جنگ مکاتب فکر اور مختلف مسالک کی خواہش نہیں ہے۔ یہ ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے معاشرہ میں وہ عناصر موجود ہیں کہ جب سرکار چاہتی ہے، حکمران چاہتے ہیں، ہماری خفیہ ایجنسیاں چاہتی ہیں کہ ان کا سیاسی مفاد مسلکی تنازعات میں ہے پھر وہ اس قسم کے تنازعے کھڑے کرتے ہیں اور اس پر پیسہ بھی خرچ کرتے ہیں اور اس کے لئے وسائل بھی مہیا کرتے ہیں اور خود چھپے رہتے ہیں۔

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

لہٰذا ہم نے ردِعمل دیا اور یہ ردِعمل ہمارا حق تھا اور ہم آج بھی کہنا چاہتے ہیں کہ کسی کے مقدسات کے خلاف ایسی زبان استعمال کرنا کہ جس پر ردِعمل آئے اور بالآخر مسئلہ فسادات تک جائے، حکمرانوں کے مفاد میں ہے کہ لوگ مسلکی طور پر لڑیں، خون خرابہ کریں، ان کی دکانیں چمکیں اور سیاسی دنیا سے لوگوں کا ذہن اِدھر اُدھر ہو جائے اور پھر وہ آرام سے حکومت کریں، اور ہم اور آپ آپس میں لڑتے رہیں۔ لہٰذا یہ جو آج آپ کا اجتماع ہے، یہ ایک سیاسی اجتماع ہے اور آپ دنیا کو پیغام دے رہے ہیں کہ ہم کسی کو بھی پاکستان کا آئین و قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

جب آئین وقانون کوئی ہاتھ میں لیتا ہے تو اس کے ساتھ مجھے کیوں لڑاتے ہو؟ ریاست کی بھی کوئی ذمہ داری ہے یا نہیں؟ وہ فوراً ہاتھ ڈالے اور اسے کنٹرول کرے۔ نہیں کروگے تو فساد ہوگا، تو فساد کا ذمہ دار کون ہوا؟ لہٰذا ان چیزوں کو جمعیت علماء اسلام نے اور متحدہ مجلس عمل نے ہمیشہ کنٹرول کیا ہے۔ اور آج بھی ہم فسادات کی طرف نہیں جانا چاہیں گے، خون ریزی کی طرف نہیں جانا چاہیں گے۔ ہم ایک خاص حد میں رہ کر قانون کا حق استعمال کرنا چاہیں گے اور اس سے زیادہ نہیں۔ ملک کو فساد، قتل و غارت گری کی طرف لے جانا اور اس کو سوائے جذبات کی تسکین کے، ماضی میں بھی ہمارے بیس ہزار تک نوجوان انہی مسلکی تنازعات کا شکار ہوگئے، اُس طرف سے بھی یہی ہوا۔ کیا نتیجہ نکلا؟ میں حکمرانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا اور خیبرپختونخوا کا اصل مینڈیٹ یہ ہے جو یہاں اس جلسہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس اجتماع میں تاحد نظر انسانوں کا سمندر، یہ اس صوبہ کا مینڈیٹ ہے۔ یہ وہ مینڈیٹ ہے جسے ۲۰۱۸ء کے انتخابات میں تم نے چوری کیا۔

میرے نوجوانو! آپ آگے بڑھیں گے تو اسرائیل کو تسلیم کرنے کا منصوبہ خاک میں ملے گا۔ آپ آگے بڑھیں گے تو ناموس رسالت کے تحفظ کی ضمانت ملے گی۔ آپ آگے بڑھیں گے تو ختم نبوت کے منکرین کے منصوبے اور ریشہ دوانیاں ماند پڑ جائیں گی، بے اثر ہو جائیں گی۔ ہم نے جہاد سمجھ کر آگے بڑھنا ہے، اپنی سیاسی قوت کو بڑھانا ہے۔ یاد رکھئے! جب اسلام پر تکلیف آئے گی، جب ناموس رسالت پر حملہ ہوگا، جب ختم نبوت پر حملہ ہوگا، جب شعائر اسلام پر حملہ ہوگا، جب پاکستان کے نظریہ پر حملہ ہوگا تو نہ آپ کی اسٹیبلشمنٹ، نہ بیوروکریسی، نہ سیاست دان، نہ جاگیردار اور سرمایہ دار میدان میں آئیں گے۔ یہ آپ کا کام ہے، آپ کا مقصدِ زندگی ہے، اور اس کے لئے آپ کو کردار ادا کرنا ہوگا۔

ہم اس ملک میں نہ آئین کی دشمنی برداشت کرسکتے ہیں، نہ قانون کی دشمنی برداشت کرسکتے ہیں، نہ پاکستان کے نظریہ کی دشمنی برداشت کرسکتے ہیں، نہ اسلام کی دشمنی برداشت کرسکتے ہیں، نہ عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی دشمنی برداشت کرسکتے ہیں اور نہ ہی اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرامؓ کی توہین کو برداشت کرسکتے ہیں۔ یہ ہمارے محترمات ہیں، ہم مسلمان تب ہیں جب ان پر ہمارا ایمان مضبوط ہوگا۔

پاکستان کے اداروں کو بھی ہم بتادینا چاہتے ہیں کہ انسان بن جاؤ! پاکستان کے عوام کا ایک عقیدہ ہے، پاکستان کا ایک مقصد ہے، تمہاری ریشہ دوانیوں کو ہم جانتے ہیں۔ تم کس کس راستہ اور طریقہ سے اس ملک میں فسادات پیدا کرتے ہو اور پاکستان کے عوام کو ان کے مقصد کی راہ سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ ان شاء اللہ! ہم آگے بڑھیں گے۔ اللہ ہماری اس تحریک کو کامیاب بنائے اور غیر ملکی آقاؤں کی کٹھ پتلیوں سے اللہ تعالیٰ پاکستان کو نجات عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین۔ ☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

اسلام کا پیغام اتحاد

مولانا عمران اللہ قاسمی

قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات صاف طور سے واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی قوم کی کامیابی و کامرانی، عظمت و سربلندی اور عزت و افتخار کے اعلیٰ مقام کو حاصل کرنے میں باہمی اتحاد و اتفاق، بھائی چارگی اور جذبہ خیر سگالی کا نہایت اہم کردار ہوتا ہے، لیکن جب کوئی قوم باہمی اتحاد کو کھو دیتی ہے اور اس کے آپسی اتحاد کی رسی کمزور پڑ جاتی ہے، اس کے افراد میں نااتفاقی اور عدم تعاون جیسی مہلک بیماریاں رونما ہو جاتی ہیں تو اس قوم کی معاشرتی وسماجی بنیاد کھوکھلی ہو جاتی ہے، اور پھر وہ قوم عزت و افتخار کی فلک بوس چوٹیوں سے ذلت و رسوائی، انحطاط و تنزل کے عمیق گڑھوں میں جا گرتی ہے، اور بدامنی و انارکی اور انتشار ولا مرکزیت کا شکار ہونے کی وجہ سے، ہمیشہ ہمیشہ بے وقعتی اور غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اتحاد کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے، یہ اگرچہ ایک چھوٹا سا لفظ ہے، مگر عملی لحاظ سے نہایت ہی قیمتی ہے، کیوں کہ ایک عمدہ سماج اور معاشرے کی تشکیل، پھر اس کی تعمیر و ترقی اسی وقت ممکن ہے جب لوگ آپس میں ایک دوسرے کی عزت و احترام کا خیال رکھتے ہوں، نیک ارادے اور بھلائی کے لئے آپسی میل جول، پیار و محبت، صدق دلی اور جذبہ ایثار سے سرشار ہوں، آپسی لڑائی اور رسہ کشی سے گریز اور بوقت ضرورت باہمی تعاون ان کا خاص شعار ہو، اگر کسی قوم کے افراد ایسی عمدہ اور اعلیٰ صفات کے حامل ہوں تو اس کا روبہ ترقی ہونا اور کامیابی کی طرف گامزن ہونا یقینی ہے اور یہی اتحاد کا مفہوم اور اس کا مطلوب و مراد ہے۔

اتحاد و اتفاق کی اہمیت:

اسلام ایک کامل مکمل اور ہمہ جہتی مذہب ہے، جو عبادات، معاملات، غرض انسانی زندگی کے تمام گوشوں سے بحث کرتا ہے۔ وہ صرف عبادت کا طریقہ بتا کر ہی خاموش نہیں ہو جاتا، بلکہ زندگی بسر کرنے کے لئے مکمل نظام حیات بھی فراہم کرتا ہے۔ منزلی، عائلی، شہری، ملکی، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، معاشی، سیاسی اور بین الاقوامی، غرض حیات انسانی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے، جس کے بارے میں احکامات موجود نہ ہوں اور زندگی کی کوئی گزرگاہ ایسی نہیں، جہاں پر اسلام کے ہدایت نامے آویزاں نہ ہوں۔ جس طرح وہ حقوق اللہ کو اہمیت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور ان کو لازم قرار دیتا ہے، اسی طرح حقوق العباد اور معاشرتی امور کو بھی اہمیت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور ان کو اپنانے پر زور دیتا ہے، معاشرتی زندگی سے متعلق اسلامی تعلیمات میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام کی تعلیمات میں باہمی اتحاد، قومی یکجہتی اور آپسی میل جول کو نمایاں مقام حاصل ہے، نیز آپسی اتحاد کے مطالبہ کے ساتھ ساتھ اس کو حاصل کرنے کا طریقہ اور دوام بخشنے والے جامع اصول بھی اسلام بتلاتا ہے، جس سے مذہب اسلام میں اس کی اہمیت مکمل طریقہ پر واضح ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا، تاکہ آپس میں تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ کے نزدیک تم سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، اللہ خوب جاننے والا ہے، پورا باخبر ہے۔“ (الحجرات:۱۳)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مرد اور عورت سے انسان کی پیدائش کا تذکرہ کر کے لطیف انداز میں آپسی میل جول اور اتحاد و اجتماعیت کا مطالبہ کیا ہے کہ تم لوگوں کو قومی وخاندانی تعصب اور آبائی تقلید سے بلند ہو کر آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنا چاہئے۔ آیت کریمہ میں اتحاد و مساوات کی ایک انوکھے اور عمدہ طریقے سے تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی انسان دوسرے کو کمتر اور ذلیل نہ سمجھے، قبیلہ اور خاندان، عزت و افتخار کا ذریعہ نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خاندان اور قوموں کا فرق تعارف کے لئے رکھا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایک نام کے دو آدمیوں میں امتیاز کیا جا سکے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت و افتخار کی چیز صرف تقویٰ ہے۔ لوگوں کو اپنے اندر اتحاد پیدا کرنے کی ایک انوکھے انداز پر دعوت ہے، کیوں کہ اتحاد کی راہ میں تفاخر ایک عظیم رکاوٹ ہے او ران تمام کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہی ختم کر سکتا ہے،

جب اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا تو طلب جاہ اور تفاخر وغرور جیسی بیماریاں نہ ہوں گی، جس کی وجہ سے تمام انسانوں کا ایک نقطہ پر متحدہ ہونا ممکن ہوگا، لہٰذا ایک ماں باپ کی اولاد کی طرح متحد رہنا قبائلی ونسلی تعصب کو ترک کرنے اور اپنے دلوں میں تقویٰ پیدا کرنے کے بعد ہی ممکن ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے، جس سے اتحاد واتفاق کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو نہیں کرتے، کس قدر ناراضگی کی بات ہے اللہ کے نزدیک کہ تم وہ بات کہو جو تم نہیں کرتے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو صف بستہ ہو کر اس کی راہ میں لڑتے ہیں جیسے کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔‘‘ (الصف:۲-۴)

آیت کریمہ میں ایسے کام کے دعوے کی ممانعت کی گئی جس کے کرنے کا عزم وارادہ ہی انسان کے دل میں نہ ہو، کیوں کہ یہ تو محض ایک جھوٹ ہے، جو صرف نام ونمود کے لئے ہوسکتا ہے اور یہ ایسا عمل ہے جو گناہ کبیرہ اور اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی کا بھی سبب ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اسلام کے نام لیوا کسی اسلامی مہم کے لئے اپنے اندر اتحاد پیدا کریں اور یہ اتحاد بھی ایک خاص کیفیت کے ساتھ مطلوب ہے کہ یہ اتحاد اتنا مضبوط ہو کہ اسلام کے نام لیوا حضرات، اسلام کی خاطر سیسہ پلائی دیوار کی طرح، باہم یک جان دو قالب بن جائیں تو یہ ایسا اتحاد ہے، جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔آیت کریمہ سے متحدہ جدوجہد کا پسندیدہ ہونا اور ایک بڑی کسوٹی ہونا صاف سمجھ میں آرہا ہے، کیوں کہ اگر اسلام کے محاذ پر ایسے لوگ قابل لحاظ تعداد میں جمع ہوجائیں تو لازماً کامیابی ان کے قدم چومے گی اور جو لوگ اپنے سینوں میں انا کے بت لئے بیٹھے ہوں اور صرف زبان درازی سے واقف ہوں، ان کا قول بالفعل اللہ تعالیٰ کی نظر میں بالکل بے قیمت ہے، خواہ وہ اپنی خوش فہمیوں کی دنیا میں کتنے ہی بڑے نظر آتے ہوں۔اس لئے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ اور پسندیدہ کسوٹی متحدہ عمل ہے، اس کے علاوہ کوئی کسوٹی بظاہر کتنی ہی بڑی دکھائی دے، خدا کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے، لہٰذا اس پسندیدہ عمل کو اپنا کر اپنی زندگیوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں اس کو ایک نعمت سے تعبیر فرمایا اور دعوت اتحاد کے بعد پھر پچھلی حالت کو بھی مدنظر رکھنے کا حکم صادر فرمایا، تاکہ اس اتحاد والی زندگی کا ماقبل والی زندگی سے موازنہ کرنے کے وقت نعمت خداوندی پر شکر کے کلمات ادا ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے، جیسا اس سے ڈرنا چاہئے اور نہ جان دو مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوط پکڑ لو اور متفرق نہ ہو اور اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو، جب تم لوگ آپس میں دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اور اس کے فضل سے تم بھائی بھائی ہوگئے۔‘‘

(آل عمران:۱۰۲-۱۰۳)

ملت کے شیرازے کو متحد اور منظم کرنے کے لئے مذکورہ آیات میں دو ہدایتیں یکے بعد دیگرے کی گئیں، پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کا امر فرمایا اور تادم زیست دامن اسلام سے وابستگی رکھنے کی تلقین فرمائی، کیوں کہ تقویٰ اور دامن اسلام سے وابستگی ہی تمام اہل ایمان کو متحد کرسکتی ہے۔

پھر بعد والی آیت میں صراحتاً اللہ کے عطا کردہ نظام کو مضبوطی سے تھام لینے کی تاکید فرمائی اور تفرقہ بازی اور انتشار سے منع فرمایا اور اس برے وقت کو، جب کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، یاد دلا کر اپنی نعمت واحسان کا تذکرہ فرمایا کہ اس نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی، جس کی وجہ سے تم بھائی بھائی بن گئے۔اس انداز کے ساتھ مذکورہ اصول بیان کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ ملت اسلامیہ کا شیرازہ خود بخود منظم ہوجائے، پھر تمام اہل ایمان کو ایک ہی نقطہ (حبل اللہ) کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا حکم فرمایا۔

آیت مذکورہ میں قرآن کریم کو یا دین اسلام کو ’’حبل اللہ‘‘ سے تعبیر کرنے کی خاص وجہ یہ ہے کہ یہی وہ واحد اور سیدھا راستہ ہے جو ایک طرف تو اہل ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرتا ہے اور پھر تمام ایمان والوں کو باہم ملا کر ایک جماعت بناتا ہے اور یہی وہ حکیمانہ طریق ہے جس کو اپنا کر تمام مسلمان ایک جھنڈے تلے جمع ہو سکتے ہیں اور آپس میں منظم ہوسکتے ہیں۔جس طرح کوئی جماعت مضبوطی سے رسی کو پکڑ لے تو وہ اجتماعیت، جسم واحد، بن جاتی ہے، اسی طرح مسلم قوم بھی اگر ان اصولوں کو اپنالے تو پھر اس کی اتحادی قوت اور اجتماعی طاقت بھی غیر متزلزل اور ناقابل تسخیر بن سکتی ہے، کیوں کہ کسی بھی قوم کے متحد ہونے کے لئے کسی خاص مرکز اور نقطہ اتحاد کا ہونا ضروری ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ’’حبل اللہ‘‘ کی

شکل میں عنایت فرمایا ہے۔

نااتفاقی کے نقصانات:

اگر کسی معاشرے میں اتحاد واتفاق نہ ہوتو وہ معاشرہ غلط افکار واعمال اور باطل اقدار کے لئے زیادہ سازگار ہوتا ہے، بہ نسبت صالح افکار و اعمال کے کہ یہ سازگاری ان کے لئے نہیں ہوسکتی، بلکہ ایسی صورت میں بعض امور دینیہ کے قیام سے بالکل عاجزی ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے نقصانات دین میں جگہ بنالیتے ہیں اور اس کی روح کو ملیامیٹ کرڈالتے ہیں۔

مثلاً جہاد فی سبیل اللہ جیسا اہم رکن، جس کو حدیث شریف میں کھلم کھلا سب سے افضل عمل (بعض مواقع کی مناسبت سے) قرار دیا گیا ہے اور اس کے اشتیاق سے عاری سینے کو نفاق والا سینہ قرار دیا گیا، قرآن کریم میں اس کی ترغیب دی گئی، اس مبارک عمل کو انجام دینے کے لئے باہمی اتحاد واتفاق ضروری ہے تاکہ اس کے ذریعہ فتنہ و فساد کا سلسلہ بند کیا جاسکے، ورنہ اتحاد واتفاق نہ ہونے کی صورت میں اس امر عظیم کو انجام نہیں دیا جاسکتا، کفار ومشرکین کی سرکشی اور فتنہ وفساد کو نہیں روکا جاسکتا، جس کی وجہ سے لازمی طور پر مسلم قوم میں مرعوبیت اور احساس کمتری جیسی بیماریاں جنم لے لیں گی۔

اسی طرح جب باہمی اتحاد رخصت ہو جائے اور انتشار پھیل جائے تو راست بازی، امانت داری، وفاشعاری، ایثار وخیر خواہی، تحمل و سنجیدگی، نرم خوئی، نرم گفتاری جیسے بے شمار فضائل محض تصورات بن کررہ جائیں گے، کیوں کہ زیادہ تر ان چیزوں کا تعلق باہمی روابط سے ہے اور جب یہ فضائل معاشرے سے مٹ جائیں گے تو اس کے برے اثرات زندگی میں دیکھنے کو ملیں گے، قوم کی ثقافتی اور تمدنی زندگی حد درجہ متاثر ہو گی، آرام وراحت، چین وسکون بالکل غارت ہو جائے گا۔

جب مسلم معاشرے میں اجتماعیت نہ ہو، افراتفری کا ماحول ہو، رسہ کشی کا بازار ہوتو پھر ایسے لوگوں پر باطل اقتدار کا قائم ہوجانا یقینی ہے، جو دینی حس اور ایمانی حمیت پر مسلسل چوٹیں لگاتا رہتا ہے اور ان کی دینی وایمانی غیرت کو نیست ونابود کرنے کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کرتا رہتا ہے، جس کے نتیجہ میں صالح اقدار کے لئے ماحول انتہائی تنگ ہوجاتا ہے اور ان کے لئے اس ماحول میں جینا دوبھر ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ بعض مذہبی شعائر پر اس قدر ضرب پڑتی ہے کہ ان کی ادائیگی دشوار تر ہوجاتی ہے۔

قرآن کریم نے ایک جگہ اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول کا امر صادر کرتے ہوئے آپسی نزاع سے منع فرمایا ہے اور اس کے نتیجہ اور نقصان سے بھی واقف کرایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، آپس میں نہ جھگڑو، ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہوجائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، صبر سے کام لو، بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“ (الانفال:۴۶)

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا امر صادر کرتے ہوئے آپسی نزاع، لڑائی جھگڑے سے منع فرمایا اور اس باہمی نزاع کے نتیجہ سے بھی باخبر کیا گیا کہ آپسی لڑائی اور باہمی جھگڑے کی وجہ سے تم ذاتی طور پر کمزور اور بزدل ہوجاؤ گے، کیوں کہ باہمی اتحاد اور اعتماد کی صورت میں معاشرے کا کوئی فرد تنہا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ پوری جماعت کی طاقت ہوتی ہے، وہ اپنے اندر اپنی جماعت کی طاقت کے بقدر حوصلہ پاتا ہے، لیکن جب اتحاد و اتفاق نہ رہے اور آپسی لڑائی ہونے لگے تو قوم کی اجتماعی قوت منتشر ہوجائے گی اور پھر ان میں کمزوری کا آنا لازمی ہے اور یہ آپسی نزاع کمزوری کا باعث اس لئے ہے کہ جو طاقت دوسروں کو مغلوب کرنے میں کام آتی ہے، وہ اپنے بھائیوں کو نیچا دکھانے میں برباد ہونے لگتی ہے، نااتفاقی کی بناء پر پیدا ہونے والی یہ چیزیں مسلمانوں کی مجموعی طاقت کو اس معیار سے بہت کم کردیتی ہیں جتنا حقیقتاً اس کو ہونا چاہئے۔

اور اسی آیت کریمہ میں باہمی نزاع کا دوسرا نقصان یہ بتلایا گیا کہ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، دشمن کی نظر میں تم ذلیل وخوار ہوجاؤ گے، کیوں کہ دوسرے لوگوں کو جب تمہاری نااتفاقی کا علم ہوگا تو ان کے قلوب سے مسلمانوں کا رعب و دبدبہ نکل جائے گا اور پھر وہ حقیر نظروں سے تم کو دیکھنے لگیں گے، تمہارے شعائر کا استہزا اور مذاق بنا کر ان کو پامال کریں گے۔ آج عالم اسلام کے مسلمانوں کی حالت روز بروز دردانگیز ہوتی جارہی ہے۔ کہیں پر ملک بدر کرنے کی پلاننگ، تو کہیں پر اقدار اور روایات اور تاریخی اثاثے کو مخدوش کرنے کی سازش، یہ سب اتحاد جیسے عظیم سرمایہ کو کھودینے اور مسلم معاشرے سے اس عظیم دولت کے لٹ جانے کے سبب ہے:

آبرو باقی تیری ملت کی جمعیت سے تھی
جب یہ جمعیت گئی، دنیا میں تو رسوا ہوا

☆☆..............☆☆

ماہ صفر المظفر

تاریخی حیثیت، توہم پرستی، احکام ومسائل

مولانا محمد ابوبکر شیخوپوری

اسلامی کیلنڈر کے اعتبار سے دوسرا مہینہ صفرالمظفر ہے۔مشہور قول کے مطابق اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ صفر کے معنی لغت میں ’’خالی ہونے‘‘ کے آتے ہیں۔اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ حرمت والے چار مہینوں میں سے لگا تار آنے والے تین مہینوں ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام میں مسلسل لڑائی جھگڑا اور لوٹ مار موقوف کردینے کے باعث صفر کا آغاز ہوتے ہی اپنی پرانی عادت اور قدیم روایت کے مطابق لوٹ مار کا بازار گرم کردیتے اور اس مذموم مقصد کے لئے اپنے گھروں کو خالی چھوڑ کر نکل پڑتے تھے۔اس لئے اس مہینے کو صفر کہا جاتا ہے۔

ماہ صفرالمظفر کی تاریخی حیثیت مسلمہ ہے۔غزوہ ودان (۲ہجری)،غزوہ بیئر معونہ (۴ہجری)، وفد بنی عذرہ کا قبول اسلام (۹ہجری) لشکر اسامہ بن زیدؓ کی روانگی (۱۱ہجری) فتح مدائن (۱۶ہجری) اور دیگر اہم اسلامی اور تاریخی واقعات اور غزوات کے اس ماہ میں پیش آنے کی وجہ سے کوئی بھی اہل بصیرت اس کی تاریخی اہمیت وافادیت کا انکار نہیں کرسکتا۔البتہ قرآن وسنت کی رو سے اس مہینے کی کوئی خاص فضیلت ثابت ہے اور نہ ہی کوئی مخصوص عبادت اس میں مسنون اور مشروع ہے۔

طلوع اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں لوگ اس مہینے کے متعلق بہت زیادہ توہم پرستی کا شکار تھے اور اس کے بارے میں عجیب وغریب قسم کے باطل نظریات گھڑ رکھے تھے جو آج کے اس متمدن اور تعلیمی ترقی کے دور میں بھی وہمی ذہنوں پر چھائے ہوئے ہیں۔اس مہینے میں شدید درجہ کی لوٹ مار اور جنگ و جدال کے باعث عمومی ذہن یہ بن گیا تھا کہ یہ منحوس مہینہ ہے۔چنانچہ لوگ اس مہینے میں سفر کرنے اور شادی بیاہ، ختنہ اور دیگر تقریبات کے منعقد کرنے سے گریز کرتے تھے،حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگ اس مہینے میں عمرہ کرنے کو سخت ناپسند سمجھتے تھے۔آج بھی معاشرے کا ایک بہت بڑا طبقہ صفر کے مہینے میں شادی نہیں کرتا اور یوں قدیم جہلاء کے طرز عمل پر کاربند ہے۔

اسلام کی روشنی نمودار ہونے کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دیگر باطل نظریات، فرسودہ روایات، توہمات اور قدیم خیالات کی سختی سے تردید فرمائی وہیں اس مفروضے کو بھی یکسر مسترد قرار دیا۔صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان منقول ہے: کوئی بیماری (اللہ کی مشیت کے بغیر) متعدی نہیں ہوتی، نہ ہی بدشگونی کی کوئی حقیقت ہے، نہ ہی الو کی نحوست ہے، نہ ہی روح کی پکار ہے اور نہ ہی صفر کی نحوست ہے۔اس ماہ سے وابستہ باطل نظریات کی نفی کے لئے ہی صفر کے ساتھ ’’المظفر‘‘ کا لفظ استعمال کرکے صفرالمظفر کہا جاتا ہے۔

بعض لوگ اس مہینے کی نحوست ثابت کرنے کے لئے ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

قادیانیت کا فتنہ اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے: علماء کرام

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس جامعہ قاسمیہ واہگہ ٹاؤن میں جے یو آئی کے رہنما مولانا حافظ محمد اشرف گجر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا علیم الدین شاکر، لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، جے یو آئی تحصیل ماڈل ٹاؤن کے نائب امیر مولانا مقصود الوری، سابق امیدوار قومی اسمبلی عمران رشید بٹ، مولانا سعید وقار، خلیل محمود، شاہد اسرار صدیقی، محمد بلال ودیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کرنے والے حضور ﷺ کی ذات کے نگہبان اور چوکیدار ہیں، قادیانیت کا فتنہ اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے، قادیانی لابی مسلسل عالمی سطح پر اپنی مصنوعی مظلومیت کا واویلا کر کے اسلام اور پاکستان کے وجود کو بدنام کر رہی ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ بہت ساری قربانیوں اور صبر آزما جدوجہد کے بعد قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تھا، اپنے اکابرین کی جدوجہد کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ علماء نے کہا کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا اور اس کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور قرارداد مقاصد اس کے آئین کا حصہ ہے۔ اسلام اور آئین پاکستان نے جو اقلیتوں کو حقوق دیئے ہیں وہ پاکستان میں انہیں مکمل طور پر حاصل ہیں لیکن قادیانی آئین پاکستان کو ماننے سے انکاری ہیں۔ قادیانی آئین کو نہ مان کر کھلم کھلا آئین سے بغاوت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ علماء کرام نے کہا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں گروہ (قادیانی اور لاہوری) کو ان کے کفریہ عقائد کی وجہ سے ۱۹۷۴ء میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا لیکن آج قادیانیوں نے پارلیمنٹ کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا۔ قادیانی گروہ مسلسل آئین پاکستان اور پارلیمنٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امت کے تمام طبقات کی محنت کے نتیجے میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا قادیانیوں سے متعلق قوانین ختم کرنے کی کسی بھی کوشش کو برداشت نہیں کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے صفر کے گزر جانے کی بشارت دی، میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ اس حدیث کی اسنادی حیثیت اس درجہ کی نہیں ہے کہ اس سے استدلال کیا جا سکے، چنانچہ امام شوکانیؒ، امام سیوطیؒ اور دیگر کبار محدثینؒ نے اس روایت کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ فضائل اور وعیدات کے باب میں ضعیف روایات تو قابل قبول ہیں لیکن موضوع روایت کا سہارا نہیں لیا جا سکتا۔

ماہ صفر کے ساتھ ایک اور جھوٹے واقعے کو منسلک کر کے ایک بدعت کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ بہت سے لوگ اس مہینے کے آخری بدھ کو سیر و سیاحت کے لئے تفریحی مقامات پر گھومنے پھرنے کے لئے نکل پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دن اپنی بیماری سے شفایاب ہو کر چہل قدمی کے لئے اپنے حجرہ اقدس سے باہر تشریف لائے تھے۔ یہ امر واقعہ نہیں بلکہ خلاف حقیقت ہے، اس لیے کہ سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دن بیماری سے شفایاب نہیں ہوئے تھے بلکہ اس دن تو آپ کے مرض الوفات کا آغاز ہوا تھا۔ لہٰذا خاص طور پر اس مہینہ میں اہتمام کر کے سیر و سیاحت کے لیے نکلنا اور اس عمل کو سنت سمجھنا غلط ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں یہ امر واضح ہوگیا کہ صفر کا مہینہ نحوست سے پاک ہے، اس کو منحوس سمجھنا جاہلانہ ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔ فی نفسہٖ کسی بھی وقت اور زمانے میں نحوست نہیں ہوتی بلکہ اصل میں نحوست انسان کے اعمال بد میں ہوتی ہے لیکن وہ اپنے کرتوتوں کا ملبہ زمانے پر ڈال کر خود کو بری الذمہ کر لیتا ہے۔

حدیث قدسی کی روشنی میں زمانے کو برا بھلا کہنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی برائی بیان کر رہا ہے، اس لئے کہ گردش زمانہ کی محرک اسی کی ذات بابرکات ہے۔ نیز قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ''والعصر'' کہہ کر عمومی طور پر بھی زمانے کی قسم اٹھائی اور زمانے کے مختلف اوقات صبح، چاشت، شام، رات اور سحری کے وقت کی قسم اٹھا کر بھی زمانے کی عظمت کو واضح کیا۔ لہٰذا انسان کو چاہئے کہ زمانے کو برا بھلا کہنے کی بجائے اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو۔

☆☆.................☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام
ان شاء اللہ
سالانہ
ختم نبوۃ
موضوع
عقیدہ ختم نبوت
رد قادیانیت
انعام
آسان سوالات
بے شمار قیمتی انعامات
گھر
عظیم الشان
شیخ الحدیث پیر طریقت، پیکر اخلاص
حضرت مولانا
مفتی محمد حسن صاحب حفظہ اللہ
امیر لاہور
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
شاہین ختم نبوۃ
حضرت مولانا
اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی
مرکزی رہنما
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضرت
مولانا مفتی محمد اعجاز صاحب مدظلہ
جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
مولانا قاری علیم الدین شاکر
جناب محترم علی محمد صاحب ٹھیکیدار
حضرت مولانا قاری ظہور الحق صاحب
مولانا عبدالنعیم صاحب
حضرت مولانا محمد قاسم گجر صاحب
لاہور
10 اکتوبر 2020
بروز ہفتہ
بعد نماز مغرب
بمقام
آغاز میرج ہال
جی ٹی روڈ بالمقابل پاکستان منٹ
لاہور
محترم جناب
محمد متین خالد
صاحب
لاہور
حضرت مولانا
عزیز الرحمن ثانی
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
جانشین مفسر قرآن
حضرت مولانا
قاری جمیل الرحمن اختر
جناب چیئرمین
میاں رضوان نفیس صاحب
سکول و کالج و اکیڈمیز اور مدارس کے طلباء کے لیے انعامات حاصل کرنے کا بہترین موقعہ
عمر کی کوئی قید نہیں
ادارۃ الفرقان و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
شادی پورہ لاہور
0321-4320253,0307-4141526

اہلِ سنت کے تمام مکاتبِ فکر کی

مشترکہ جدوجہد!

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

جامع مسجد خلفاء راشدین کھیالی دروازہ گوجرانوالہ کے منتظمین کا گزشتہ چار عشروں سے معمول چلا آرہا ہے کہ وہ محرم الحرام کے آخری عشرہ کے دوران تحفظ ناموس صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عنوان سے دو روزہ کانفرنس منعقد کرتے ہیں جس میں اہل سنت کے تینوں مکاتب فکر دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کے سرکردہ علماء کرام کا خطاب ہوتا ہے اور ہزاروں عوام اس میں شریک ہوتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ میں اس کانفرنس کے بانیوں میں سے ہوں اور مسلسل شریک ہو رہا ہوں۔ گزشتہ جمعرات اور جمعۃ المبارک کو اس سلسلہ کی چالیسویں سالانہ کانفرنس تھی جس سے مولانا عبد الغفار تونسوی، پروفیسر رانا محمد شفیق پسروری، مولانا قاری بن یامین عابد، مولانا توقیر ارشد نوشاہی، مولانا محمد اصغر گیلانی، مولانا محمد ایوب صفدر اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔

جبکہ اس سے اگلے روز ہفتہ کو مرکزی جمعیۃ اہل حدیث گوجرانوالہ نے مسجد مبارک اہل حدیث کھوکھر کی میں اسی موضوع پر مشترکہ سیمینار کا اہتمام کیا جس میں مولانا خالد حسن مجددی، مولانا حافظ محمد سعید کلیروی، چودھری بابر رضوان باجوہ، حافظ امجد محمود معاویہ، حکیم محمد افضل جمال اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔ مجھے دونوں اجتماعات میں حالات حاضرہ کی مناسبت سے کچھ گزارشات کا موقع ملا جن کا خلاصہ نذر قارئین ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ! حضرات صحابہ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموس کے تحفظ ودفاع کا مسئلہ ہمیں اس طور پر ہمیشہ درپیش رہا ہے کہ کچھ لوگوں کی طرف سے ان مقدس ہستیوں میں سے چند ممتاز شخصیات کے خلاف منفی اور توہین آمیز گفتگو کے ردعمل میں اشتعال پیدا ہوتا ہے جو بعض اوقات تصادم کی حد تک جا پہنچتا ہے۔ جبکہ اس سال ملک بھر میں عام معمول سے ہٹ کر زیادہ تعداد میں اور مختلف مقامات پر ایسا ہوا ہے، اس لئے ردعمل اور اشتعال کے دائرہ کا پھیلنا بھی فطری بات ہے جو ہر طرف دکھائی دے رہا ہے۔

عالمی سطح پر ہمیں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ناموس وحرمت کا مسئلہ درپیش ہے کہ جب ہم ان مقدس ومحترم شخصیات کی اہانت کو جرم قرار دے کر ایسا کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرتے ہیں تو انسانی حقوق اور آزادیٔ رائے کے عنوان سے ایسی گستاخیوں کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے بلکہ احتجاج کرنے والوں کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ جس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں بنتا کہ گستاخی، توہین اور تحقیر کو آزادیٔ رائے اور انسانی حقوق کے دائرے میں شمار کیا جا رہا ہے جو ناقابل برداشت ہونے کے ساتھ ساتھ قطعی طور پر غیر منطقی اور غیر معقول بات بھی ہے۔ جبکہ یہی صورتحال ہمیں ملک کے اندر حضرات صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ کے حوالہ سے درپیش ہے کہ جب ہم ان بزرگ ہستیوں کی اہانت وتحقیر پر احتجاج کرتے ہیں، اضطراب کا اظہار کرتے ہیں، اور گستاخی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرتے ہیں تو یہاں بھی انسانی حقوق اور آزادیٔ رائے کا واویلا شروع ہو جاتا ہے اور گستاخی کرنے والوں کو تحفظ فراہم کرنے کی کارروائیاں سامنے آنے لگتی ہیں جس سے اضطراب اور بے چینی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم اس وقت ملک بھر میں اس قسم کی صورتحال سے دوچار ہیں اور اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کی طرف سے عوامی سطح پر جذبات کا بھرپور اظہار کیا جا رہا ہے۔

ہم اس حوالہ سے دوہرے اضطراب اور دباؤ کا شکار ہیں کہ ایک طرف حضرات صحابہ کرام واہل بیت عظامؓ کی حرمت وناموس مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کا مسئلہ ہے جس میں کسی قسم کی لچک قابل قبول نہیں ہے۔ جبکہ دوسری طرف مشرق وسطیٰ کی صورتحال سامنے ہے کہ عراق، یمن، لبنان، شام اور بحرین میں اسی قسم کے مسائل چھیڑ کر خانہ جنگی کا بازار گرم کر دیا گیا ہے اور اس خانہ جنگی کی فضا میں

اسرائیل کو عرب ممالک سے تسلیم کرانے کے ایجنڈے پر امریکی استعمار مسلسل پیش قدمی کر رہا ہے۔ حالات کا رخ یوں نظر آ رہا ہے کہ اسی طرح کی صورتحال پاکستان میں پیدا کرنے کی منصوبہ بندی بھی کر لی گئی ہے۔ چنانچہ ہمارا اس وقت کا اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے پاکستان کو شام، عراق اور یمن بننے سے بھی بچانا ہے اور قومی وحدت کو بھی ہر صورت میں برقرار رکھنا ہے۔ اس لئے کہ جس طرح یہ ضروری ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظامؓ کے حوالہ سے اپنے ایمان و عقیدہ اور حمیت و جذبات کا تحفظ کریں، اسی طرح ہماری یہ بھی ملی اور قومی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کو مشرق وسطیٰ کی صورتحال سے ہر قیمت پر بچائیں۔ اس لئے ان دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر ہمیں آگے بڑھنا ہے، جس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کے اکابر اور سنجیدہ راہنما سر جوڑ کر بیٹھیں اور مشترکہ مؤقف کے ساتھ ساتھ متفقہ قیادت بھی قوم کو فراہم کریں۔

اس تناظر میں گزشتہ دنوں لاہور میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ کرام و اہل بیت عظامؓ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے لئے تمام مکاتب فکر کے سنجیدہ راہنماؤں پر مشتمل مرکزی رابطہ کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام (س) پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی کو اس کا کنوینر منتخب کیا گیا ہے اور سولہ ستمبر کو یہ رابطہ کمیٹی لاہور میں اجلاس منعقد کر کے اپنا آئندہ لائحہ عمل طے کر رہی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

کراچی میں اہل سنت کے تمام مکاتب نے جس جوش و ولولہ کے ساتھ اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کیا ہے وہ لائق تحسین ہے اور پوری قوم کی طرف سے کراچی کے عوام اور تمام مسالک کی دینی قیادتیں مبارکباد کی مستحق ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ اس نازک اور حساس مسئلہ پر قوم کو مشترکہ مؤقف اور مشترکہ قیادت فراہم کی جائے تاکہ ماضی کے تلخ تجربات سے بچتے ہوئے ایمانی جذبات کے ساتھ ساتھ قومی وحدت کا تحفظ بھی کیا جا سکے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۱۶؍ستمبر ۲۰۲۰ء)

’’قدوسیوں کی جماعت‘‘

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

’’اتنی بات تو بالکل کھلی ہے کہ صحابہؓ کیسے ہی ہوں، مگر تم سے تو اچھے ہی ہوں گے۔ تم ہوا پر اڑ لو، آسمان پر پہنچ جاؤ، سو بار مر کر جی لو، مگر تم سے صحابیؓ تو نہیں بنا جا سکے گا۔ تم آخر وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے جس نے جمالِ جہاں آرائے محمدؐ کا دیدار کیا؟ وہ کان کہاں سے لاؤ گے جو کلماتِ نبوت سے مشرف ہوئے؟ ہاں وہ دل کہاں سے لاؤ گے جو انفاسِ مسیحائی محمدی سے زندہ ہوئے؟ وہ دماغ کہاں سے لاؤ گے جو انوارِ مقدس سے منور ہوئے؟ تم وہ ہاتھ کہاں سے لاؤ گے جو ایک بار بشرۂ محمدی سے مس ہوئے اور ساری عمر ان کی بوئے عنبریں نہیں گئی؟ تم وہ پاؤں کہاں سے لاؤ گے جو معیتِ محمدی میں آبلہ پا ہوئے؟ تم وہ زمان کہاں سے لاؤ گے جب آسمان زمین پر اتر آیا تھا؟ تم وہ مکان کہاں سے لاؤ گے جہاں کونین کی سیادت جلوہ آرا تھی؟ تم وہ محفل کہاں سے لاؤ گے جہاں سعادتِ دارین کی شرابِ طہور کے جام بھر بھر دیتے جاتے اور تشنہ کام ’’مان محبت‘‘ ’’ھل من مزید‘‘ کا نعرہ مستانہ لگا رہے تھے؟ تم وہ منظر کہاں سے لاؤ گے جو ’’کانی اری اللّٰہ عیانا‘‘ کا کیف پیدا کرتا تھا؟ تم وہ مجلس کہاں سے لاؤ گے جہاں ’’کانما علی رؤسنا الطیر‘‘ کا سماں بندھ جاتا تھا؟ تم وہ صدر نشین تختِ رسالت کہاں سے لاؤ گے جس کی طرف ’’ھذا الابیض المتکی‘‘ سے اشارے کئے جاتے تھے؟ تم وہ شمیم عنبر کہاں سے لاؤ گے جو دیدارِ محبوب میں خوابِ نیم شبی کو حرام کر دیتی تھی؟ تم وہ ایمان کہاں سے لاؤ گے جو ساری دنیا کو تج کر حاصل کیا جاتا تھا؟ تم وہ اعمال کہاں سے لاؤ گے جو پیمانہ نبوت سے ناپ ناپ کر ادا کئے جاتے تھے؟ تم وہ اخلاق کہاں سے لاؤ گے جو آئینہ محمدی سامنے رکھ کر سنوارے جاتے تھے؟ تم وہ رنگ کہاں سے لاؤ گے جو ’’صبغۃ اللّٰہ‘‘ کی بھٹی میں دیا جاتا تھا؟ تم وہ ادائیں کہاں سے لاؤ گے جو دیکھنے والوں کو نیم بسمل بنا دیتی تھیں؟ تم وہ نماز کہاں سے لاؤ گے جس کے امام نبیوں کے امام تھے؟ تم قدوسیوں کی وہ جماعت کیسے بن سکو گے جس کے سردار رسولوں کے سردار تھے؟ تم میرے صحابہ کرامؓ کو لاکھ برا کہو، مگر اپنے ضمیر کا دامن جھنجھوڑ کر بتاؤ! اگر ان تمام سعادتوں کے بعد بھی میرے صحابہؓ برے ہیں تو کیا تم ان سے بدتر نہیں ہو؟ اگر وہ تنقید و ملامت کے مستحق ہیں تو کیا تم لعنت و غضب کے مستحق نہیں ہو؟ اگر تم میرے صحابہؓ کو بدنام کرتے ہو تو کیا میرا خدا تمہیں سر محشر سب کے سامنے رسوا نہیں کرے گا؟ اگر تم میں انصاف و حیا کی کوئی رمق باقی ہے تو اپنے گریبان میں جھانکو اور میرے صحابہؓ کے بارے میں زبان بند کرو اور اگر تمہارا ضمیر بالکل مسخ ہو چکا ہے تو بھری دنیا یہ فیصلہ کرے گی کہ میرے صحابہؓ پر تنقید کا حق ان کپوتوں کو حاصل ہونا چاہئے؟‘‘

(بحوالہ ماہنامہ بینات محرم الحرام ۱۳۹۰ھ)

موضوع

عقیدۂ ختم نبوت
ردِّ قادیانیت

آئیے اور ایمان بڑھائیے

ایمان افروز
عظیم الشان

ختم نبوّت انعام گھر

آسان سوالات
بے شمار قیمتی انعامات

11 اکتوبر 2020 اتوار 1 بجے دن

فیصل ایونٹ کمپلیکس بی بلاک نزد میزان بینک
لیاقت چوک سبزہ زار لاہور

زیر سرپرستی
حضرت مولانا
یادگار اسلاف
ولی کامل
محب النبی صاحب
شیخ الحدیث دارالعلوم مدنیہ رسول پارک
سرپرست جمعیت علماء اسلام لاہور

خصوصی خطاب
شاہین ختم نبوۃ
حضرت مولانا
اللہ وسایا صاحب

زیر صدارت
حضرت مولانا
یادگار اسلاف صاحب
ولی کامل
مفتی **محمد حسن**

محترم جناب
محمد متین خالد صاحب
لاہور

استاذ الحدیث
حضرت مولانا
عبدالرحمٰن صاحب
خلیفہ مجاز حضرت نفیس الحسینی شاہ صاحب

حضرت
مولانا **عزیز الرحمٰن ثانی** صاحب
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور

حضرت مولانا
حافظ **محمد قاسم گجر** صاحب
لاہور

میاں پیر **رضوان نفیس**

علیم الدین شاکر

قاری **جمیل الرحمٰن اختر**

حافظ **محمد اشرف گجر**

مولانا **عبدالنعیم** صاحب

رابطہ کمیٹی
مولانا عبدالشکور یوسف، محمد یسین فاروقی، حاجی محمد شفیق
مولانا ظہیر احمد قمر، قاری محمد شفیق، قاری فضل الرحمٰن، مفتی محمد عثمان

قاری **اکمل الحسن** صاحب

مولانا **عبدالجبار سلفی** صاحب
سبزہ زار لاہور

مولانا **عبدالعظیم ترمذی**
لاہور

حضرت مولانا **محمد اسلم زاہد**
سبزہ زار لاہور

سکول و کالج و اکیڈمیز طلباء مدارس و دیگر حضرات کیلئے انعامات حاصل کرنے کا بہترین موقع
عمر کی کوئی قید نہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سبزہ زار لاہور
0321-4061217
0300-4090733

بے حیائی کا سیلاب

مولانا یحییٰ نعمانی

ہم لوگ جس زمانے میں جی رہے ہیں، یہ اپنی بے حیائی اور اخلاق باختگی کے اعتبار سے منفرد دور ہے۔ انسانی معاشروں میں پہلے بھی بے حیائی کا مرض پایا جاتا تھا، مگر وہ رہتا ایک مرض اور برائی ہی تھا، بے حیا مرد وعورت فحش کاری میں ملوث ہوتے تھے، ان کی تعداد کبھی کبھی بڑھ بھی جاتی تھی، مگر بے حیائی کبھی عزت وشہرت کا ذریعہ اور سماجی رتبہ پانے کا وسیلہ نہیں ہوسکتی تھی اور نہ کبھی اس کو مستقل تہذیب اور کلچر کا مقام دیا گیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں تصریح فرمائی ہے کہ میری امت پر میرے بعد جو فتنے اور آزمائشیں آئیں گی، ان میں جنسی بے راہ روی اور بے حیائی کا فتنہ سب سے خطرناک اور دین وایمان کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ماترکت بعدی فتنة اضر علی الرجال من النساء۔“ (بخاری شریف)

یعنی میں اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ چھوڑ کے نہیں جا رہا۔ اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کی سچائی کا مشاہدہ کررہے ہیں اور نہ جانے زمانے نے اپنی زنبیل میں کیا کیا آئندہ کے لئے چھپا رکھا ہے؟

سوائے اہل اسلام کے دنیا میں کوئی گروہ اور کوئی جماعت اس بحران اور فساد پر بند باندھنے یا کم از کم اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی فکر نہیں کررہا۔ صرف اہل ایمان ہیں، جن کو اللہ نے بصیرت دی ہے اور ہدایت بخشی ہے اور جو اس فتنے کی دنیا میں تباہی اور آخرت میں اس کے ہولناک نتائج کو سمجھتے ہیں۔

انسان کے لئے اس کے صنفی میلانات بڑی کمزوری ہیں، جن کے جال میں شیطان کے لئے اس کو گرفتار کرنا بڑا آسان رہا ہے، مزید برآں اس وقت فحاشی اور اخلاق سوزی اور عریانیت وقحبہ گری نے عالم گیر فیشن اور وقت کی رائج تہذیب وکلچر کا مقام پالیا ہے، ترقی یافتہ ممالک کی تعلیم، ثقافت، کلچر، ذرائع ابلاغ، فن اور آرٹ کا مرکزی نقطہ یہی گندگی ہی تو ہے۔ اسکولوں میں اسی کا کلچر ہے، یونی ورسٹیوں میں اسی کا چلن ہے، دانش گاہوں میں اسی کا فلسفہ پڑھایا جاتا ہے، ذرائع ابلاغ کا ہر منظر، اخبارات کا ہر صفحہ اپنے بین السطور میں اسی بجز کیلے اور ہیجان انگیز مشن کا خادم ہے۔ تو خود غرض اور پیسہ کی پجاری کمپنیاں بھی اسی آگ سے اپنی تجارت گرم کرنے میں کیوں نہ ایک دوسرے پر سبقت لینے کی کوشش کرتیں؟

خود مسلم معاشروں میں بھی یہ سیلاب دیواروں کو توڑ کر گھروں میں داخل ہوچکا ہے، اس صورت حال نے اہل ایمان کے لئے اپنے اخلاقی اصولوں اور دینی احکام کی پابندی اور ان پر استقامت کو بڑا مشکل بنادیا ہے، جب کوئی برائی عام ہوجاتی ہے تو دلوں میں اس کی شناعت بھی کم ہوجاتی ہے، اس مسئلہ میں بھی یہی ہورہا ہے، اس لئے بڑی ضرورت اس بات کی پیدا ہوگئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں جو ہدایات دی ہیں، ان کی یاددہانی کی جائے اور اپنے طرز عمل کو اس کے معیار پر پرکھا جائے۔

اس سلسلے میں دین فطرت کی سب سے پہلی اور بنیادی تعلیم حیا ہے۔ انسان کی فطرت میں اللہ نے گندگی، برائیوں سے شرم اور ان سے دور رہنے کا فطری جذبہ رکھا ہے، زمانہ اور احوال کے فاسد اثرات اس فطری حاسے کو ختم کررہے ہیں، اس کو جلا دیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”لکل دین خلق، خلق الاسلام الحیاء“ (موطا) ہر دین کا کوئی خاص اخلاقی امتیاز ہوتا ہے، اسلام کا امتیازی اخلاق حیا ہے۔

اسی سلسلہ میں وہ احکام بھی آتے ہیں جو لباس کے سلسلے میں مردوں اور عورتوں کو دیے گئے ہیں۔ مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں اور رانوں کو ڈھک کر رکھیں اور عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ سوائے اپنے شوہر کے سب کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھ (پاؤں) کے علاوہ پورے جسم کو ڈھک کر رہیں۔ قریبی رشتہ داروں (محرم) کے سامنے چہرے اور ہاتھ پاؤں کو کھولا جاسکتا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہر نسبتی تھیں، ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اس حال میں کہ جسم پر کچھ باریک کپڑے تھے، آپ نے نظر پھیر لی اور فرمایا: اسماء! عورت جب سن بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے، سوائے چہرے اور ہاتھوں کے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے لباس کا ایک اہم حکم اوڑھنی، یعنی دوپٹہ بھی ہے۔ سورۂ نور میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں (اور سینوں) پر ڈالے رکھیں۔ عورتوں کی حیادار اوڑھنی اور دوپٹہ اسلامی کلچر اور معاشرت کا لازمی حصہ ہے اور اس کا اس میں بنیادی مقام ہے، جس کی پابندی ضروری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لباس کے بارے میں سخت تاکید فرمائی ہے کہ وہ مکمل ساتر اور ہر قسم کے بھڑکیلے پن سے خالی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایسی عورتیں ہوں گی جو کہنے کو تو کپڑے پہنیں گی، مگر حقیقتاً (حیا اور ستر کے نقطۂ نظر سے) وہ ننگی ہوں گی، مٹک مٹک کر چل کر لوگوں کے حیوانی جذبات کو بھڑکاتی ہوں گی، یہ جنت میں نہیں جاسکتیں، جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکتیں۔ (صحیح مسلم)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو تیز خوشبو تک سے بچنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر آواز والے زیور (پازیب) پہنیں تو خیال رکھیں کہ مردوں تک آواز نہ جائے۔ اسی طرح اگرچہ نرم گفتگو اور میٹھی زبان بولنا نیکی ہے، لیکن اس کے باوجود عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نامحرم مردوں سے نرم گفتگو اور میٹھی زبان نہ بولی جائے۔

مرد عورتوں کا لباس نہ پہنیں اور عورتیں مردوں کا لباس نہ پہنیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے سے کپڑے پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں کے سے کپڑے پہنے۔ (سنن ابی داؤد)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مرد عورتوں کی سی ہیئت اور چال ڈھال اختیار کرے، اس پر لعنت ہو۔ (بخاری شریف)

ہمیشہ مہذب انسانی معاشروں نے مرد وعورت کی معاشرت خصوصاً لباس کے لئے جدا جدا انداز طے کر رکھے تھے، سوائے جنگلی قبائل میں وحشیانہ زندگی گزارنے والوں کے، ہر جگہ یہ اصول کارفرما تھا۔ یہ تو مغرب کی جدید جاہلیت ہے، جس نے عورت بے چاری کو مردوں کے لباس دے دیے اور پھر وہ بھی چھین لئے، بہرحال! ہمیں تو اللہ اور اس کے رسول کی ہدایات اور احکام کی پابندی کرنی چاہئے۔

بے حیائی کا سیلاب آیا ہوا ہے، اس سے ہمارے اچھے اچھے دینی مزاج رکھنے والے گھروں میں نوجوان بچیوں کو جسم کی نمائش کا شوق فیشن کے نام پر لگ گیا ہے، بانہوں اور گریبانوں کی ناجائز نمائش کو تو روا سمجھ لیا گیا ہے، حتی کہ گھروں کے بڑے اور ذمہ دار تک ان چیزوں پر روک ٹوک نہیں کرتے، یہ دینی احکام ”حدود اللہ“ یعنی اللہ کے بیان کردہ اور لازم کئے ہوئے اصول ہیں، جن کے بارے میں ڈھیل برتنا سخت قابل مؤاخذہ اور گناہ ہے۔

معاشرے میں عفت و پاک دامنی کے جوہر کی حفاظت کے لئے یہ بھی اصول طے کیا گیا کہ اجنبی مرد وعورت (یعنی جو ایک دوسرے کے لئے محرم نہیں ہیں) کبھی تنہائی میں یکجا نہ ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی حکم دیا کہ تم میں سے کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں نہ ملے، الا یہ کہ کوئی محرم ساتھ میں ہو۔ (صحیح بخاری)

اور اس سلسلے کا ایک نہایت اہم حکم یہ دیا گیا کہ مرد اور عورتیں دونوں اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ سورۂ نور میں ارشاد ہے:

”اے محمد! کہہ دو ایمان والوں سے کہ اپنی نگاہوں کو (غیر عورتوں کی دید سے) باز رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاک رہنے کا طریقہ ہے، اللہ ان کے ہر عمل سے باخبر ہے اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو (غیر مردوں کے دیکھنے سے) روکے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔“ (سورۂ نور)

اس سلسلے میں مردوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تاکیدی احکام دیے ہیں اور راستوں اور دوسری جگہوں پر ان کو حکم دیا ہے کہ اللہ کا خوف ہے تو اپنی نگاہوں پر ایمان وتقویٰ کے پہرے بٹھلائے رکھیں، اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لیں، ساتھ ہی عورتوں کو بھی ہدایت دی گئی ہے کہ غیر مردوں کو بے ضرورت نہ دیکھا کریں۔

ہمارے زمانے میں تصویروں، ٹی وی اور فلموں، انٹرنیٹ، جدید موبائل نے اس فتنے کی حشر سامانی بہت بڑھادی ہے، ہر سڑک اور گلی میں، ہر ٹی وی چینل، ہر اخبار، ہر پوسٹر اور بورڈ پر دل ربا تصویروں اور فحش مناظر کی نمائش ہے، یہ

سب شیطان کے تیر ہیں اور ان سے صرف تقویٰ واحتیاط کی ڈھال کے ذریعہ ہی بچا سکتا ہے۔

جن علماء اور اہل اللہ کی گناہوں کے اثرات ونتائج پر نظر ہے، وہ بدنگاہی کو ایمان ودین کے لئے بڑا خطرناک قرار دیتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے طاعت کا نور جاتا رہتا ہے اور دل پر اللہ سے دوری کی کیفیت چھا جاتی ہے، دل اللہ کی حفاظت اور نگہداشت سے محروم ہوجاتا ہے اور شیاطین کا اس پر تسلط آسان ہوجاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کے لئے نیکی اور پاکیزگی کے کام مشکل اور گناہ آسان کردیے جاتے ہیں اور اس کا برائی ہی کی طرف رجحان ومیلان ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

اور اس سلسلے میں تکمیلی حکم پردہ کا دیا گیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ایمان والی عورتیں بے ضرورت گھروں سے نہ نکلا کریں اور جب نکلیں تو ایسا ساتر لباس ہو جس سے جسم کا زیادہ سے زیادہ حصہ ڈھکا رہے، بس ضرورت ہی کے بقدر کھل سکے۔ قرآن وسنت نے اس کو ایمان اور شرافت وحیا کا تقاضا بتلایا ہے۔

دین کے یہ احکام اسلامی معاشرت کے اہم اصول ہیں، دین کے دوسرے احکام کی طرح (جس میں جتنا ایمان اور تقویٰ ہے، وہ ان احکام کی اتنی ہی پابندی کرتا ہے) ان احکام پر عمل کرنا اور خاص طور پر ایسے زمانے میں جب کہ ان پر عمل مشکل ہو رہا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا، ایمان کو بڑھانے والا اور موجب اجر وثواب ہے، ہر ایمان والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی ان احکام کی پابندی کرے اور اپنے گھر میں اور اپنے حلقہ اثر میں اس کی ترویج وبقا کی کوشش کرے۔

اس زمانے میں کفر کی داعی اعظم مغربی تہذیب کی طرف جھکاؤ کی پہلی علامت، جو ایمان کی کمزوری کے شکار لوگوں پر ظاہر ہوتی ہے، وہ ان اصولوں پر سمجھوتے اور مداہنت کی شکل میں ہوتی ہے، اس طرح ان احکام کی پابندی محض خدا اور رسول کی اطاعت نہیں ہے (اگرچہ یہی کچھ کم شرف وخوش بختی نہیں ہے کہ اللہ ورسول کے احکام کی بجا آوری ہوجائے) مگر ان احکام کی پابندی ایک طرح سے اسلام پر یقین واعتماد، دین پر استقامت اور کفر وملتِ کفر سے بغاوت وبے زاری کا اعلان بھی ہے اور یہ چیز اللہ کو بے انتہا محبوب اور اس کی نظر میں بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔ ☆

ختم نبوت انعام گھر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے زیر اہتمام ہر سال ۱۴؍ اگست کو سرائے نورنگ میں دینی مدارس، اسکول اور کالج کے چھوٹے طلبا وطالبات کے لئے ختم نبوت انعام گھر کے نام سے ایک انعامی مقابلہ منعقد کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے قائم مقام امیر حضرت مولانا مفتی عبدالغفار نے ضلعی مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا، جس میں ضلعی سرپرست شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد، ضلعی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالرحیم، ضلعی ناظم حضرت مولانا مفتی ضیاء اللہ، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، ناظم دفتر مولانا ماسٹر عمر خان اور ناظم نشر واشاعت صاحبزادہ امین اللہ جان نے شرکت کی اور متفقہ فیصلہ کیا کہ ۱۴؍ اگست ۲۰۲۰ء بروز جمعۃ المبارک کو جامع مسجد مجیدی نورنگ میں چھٹا ختم نبوت انعام گھر مقابلہ کا پروگرام ہوگا، ۱۴؍ اگست صبح ۸ بجے مقابلہ شروع ہوا، ۲۰۰ سے زائد طلبا وطالبات شریک ہوئے، مولانا محمد طیب طوفانی، مولانا محمد ابراہیم ادہمی، مولانا ماسٹر عمر خان، صاحبزادہ امین اللہ جان، مولانا شبیر احمد حقانی، مولانا گل رئیس خان نے ترتیب وار سوالات پوچھے، شریک طلبا نے خوب تیاری کی تھی، فائنل راؤنڈ کے اختتام پر تمام شریک طلبا کو کتابیں، میڈل اور نقد انعامات دیے گئے جبکہ اول پوزیشن لینے والے معتصم باللہ، دوم محمد ابراہیم، سوم محمد شیان کو خصوصی ٹرافیاں جبکہ نمایاں کارگردگی پر ولی رحمٰن اور محمد حسن کو انعامات حضرت مولانا مفتی عبدالغفار اور ضلعی ناظم حضرت مولانا مفتی ضیاء اللہ نے دیئے۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مفتی ضیاء اللہ نے فرمایا کہ نسل نو کی اخلاق تربیت کرنا ہماری اولین ذمہ داری ہے، نوجوان نسل کے ایمان کو بچانا اور ان کے دلوں میں عشق نبوی کا جذبہ پیدا کرنا ہمارا مشن ہے، اتنی کثیر تعداد میں دینی مدارس اور اسکول وکالج کے طلبا وطالبات کی شرکت بہت خوش آئند ہے۔ اس کے بعد ٹھنڈے مشروبات، چپس اور دیگر اشیا سے بچوں کی تواضع کی گئی۔ پروگرام میں علماء کرام، ڈاکٹر حضرات، وکلاء برادری، معززین علاقہ سمیت صحافی حضرات اور سوشل میڈیا کے ساتھیوں نے خصوصی شرکت کی۔

حضرت مولانا مفتی عبدالغفار صاحب نے اختتامی دعا فرمائی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

بہاولپور میں دو روز: مولانا محمد اسحاق ساقی سلمہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ ہیں وقتاً فوقتاً ان کی وساطت سے بہاولپور میں حاضری ہوتی رہتی ہے۔ ۲۸؍ جولائی کو بہاولپور حاضری ہوئی اور مختلف مساجد میں دروس و بیانات ہوئے۔ جامع مسجد عنبریہ شاہدرہ کے امام و خطیب دارالعلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور کے مدرس حافظ محمد یوسف ہیں۔ ایک عرصہ سے امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے چلے آ رہے ہیں۔ ۲۸؍ جولائی کو عشاء کی نماز کے بعد راقم نے فلسفہ عید قرباں پر تفصیلی بیان کیا، نیز عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت پر بھی بیان ہوا۔ شاہدرہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر حاجی عمر دینؒ رہائش پذیر تھے، ان کے ایک عزیز حاجی عبدالغنی، سیّد محمد علی شاہ جماعتی رفقاء میں سے تھے۔ نیز حافظ محمد یوسف کے والد مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

دارالعلوم اسلامی مشن: عیسائی مشن کے مقابلہ میں امام الملوک والسلاطین حضرت مولانا سیّد عبدالقادر آزادؒ نے اسلامی مشن کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ مولانا آزادؒ نے ابتداً عیسائی عقائد و نظریات پر پمفلٹ بھی شائع کئے۔ مولانا آزادؒ کو بادشاہی مسجد لاہور کی خطابت مل گئی۔ مولانا لاہور شاہی خطیب کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ مولانا کے بعد کئی ایک منتظمہ آئیں۔ خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوریؒ بھی اس کے مہتمم و منتظم رہے، کچھ عرصہ نبیرہ حضرت درخواستیؒ مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ اپنے برادران مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی مدظلہ، مولانا انیس الرحمٰن درخواستی شہیدؒ کی معیت و رفاقت میں علم و فضل کے موتی لٹاتے اور دریا بہاتے رہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیفؒ بھی ایک عرصہ منتظم و استاذ رہے۔ جناب عبدالمجید خان سیمنٹ والے منتظم رہے۔ انتظامیہ اولتی بدلتی رہی، لیکن مدرسہ ترقی کی راہ پر گامزن نہ ہوسکا، کچھ عرصہ ہمارے خانقاہ سراجیہ کے مسترشد ڈاکٹر حمید اللہ خان مدظلہ مہتمم آرہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے والد گرامی سردار فضل محمود خان خاکوانیؒ ہمارے حضرت مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ کے خدام میں سے تھے۔ ہمارے ایک بہت ہی پیارے دوست ڈاکٹر غلام مصطفیٰ ہارٹ اسپیشلسٹ بھی انتظامیہ میں رہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ نے حکیم العصر حضرت الاستاذ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سے نظم سنبھالنے کی درخواست کی تو انہوں نے اس شرط پر کہ اساتذہ کرام کے عزل و نصب، طلبا کے داخلہ و خارجہ اور مدرسہ کے اندرونی مسائل کے ساتھ انتظامیہ کا کوئی تعلق نہ ہوگا تو انتظامیہ نے استاذ محترم کی شرائط کو قبول کیا، استاذ جیؒ نے اپنے ایک شاگرد مولانا عبدالرزاق مدظلہ کی ڈیوٹی لگائی۔ مولانا موصوف کی اہلیہ محترمہ ہمارے حضرت بہلویؒ کی نواسی ہیں۔ موصوف کافی عرصہ سے مدرسہ کا نظم و نسق سنبھالے ہوئے ہیں۔ رات کا آرام و قیام دارالعلوم اسلامی مشن میں رہا۔ ۲۹؍ جولائی صبح کی نماز کے بعد دارالعلوم اسلامی مشن کی مسجد میں بیان ہوا۔

کمشنر بہاولپور سے ملاقات: بہاولپور شہر کے ایم پی اے جناب چوہدری سمیع اللہ کی وساطت سے کمشنر بہاولپور جناب محمد آصف اقبال سے ۱۱ بجے ملاقات کی۔ وفد میں مولانا محمد اسحاق ساقی، جناب محمد زاہد، راقم الحروف کے علاوہ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی راہنما مولانا سیّد مظہر شاہ اسعدی مدظلہ کے مدرسہ کے دو اساتذہ کرام بھی شامل تھے۔ محترم کمشنر کو قربانی کی کھالوں کے متعلق درخواست دی، جو انہوں نے منظور کی۔ اس طرح قربانی کی کھالوں کو جمع کرنے کا مسئلہ حل ہوا۔

جامع مسجد چھوٹے شاہ والی میں بیان: دارالعلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی کے ایک استاذ محترم مولانا مفتی محمد یوسف سلمہ ہیں، نوجوان فاضل عالم دین ہیں، انہوں نے اپنی مسجد میں ۲۹؍ جولائی کو مغرب کی نماز کے بعد درس رکھا۔ درس سے فراغت کے بعد آج رات قیام و آرام دارالعلوم مدنیہ میں رہا۔ دارالعلوم مدنیہ کی بنیاد اپریل ۱۹۶۵ء میں رکھی گئی۔ مولانا غلام مصطفیٰؒ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ موصوف ہمارے ایک عرصہ تک مبلغ رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گوجرانوالہ میں مبلغ تھے، گرفتار بھی ہوئے۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لیا اور بہاولپور میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ راقم ۱۹۸۰ سے ۱۹۹۰ء تک

بہاولپور میں مبلغ رہا۔ مولانا غلام مصطفیٰ نے ہر تحریک میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ مولانا غلام مصطفیٰؒ کے بعد ایک عرصہ ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد زبیرؒ ناظم رہے، جو جوانی کے عالم میں انتقال فرماگئے۔ اب مدرسہ کا اہتمام وانتظام مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ جن کے والد گرامی مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ ہمارے مرکزی مبلغ اور شعبۂ تبلیغ کے انچارج رہے۔ مولانا عطاء الرحمٰن جامعہ کے شیخ الحدیث بھی ہیں، بہت ہی مرنجان مرنج شخصیت کے مالک ہیں۔ بہاولپور جب بھی حاضری ہوتی ہے تو مولانا عطاء الرحمٰن مدظلہ کے ہاں ضرور حاضری ہوتی ہے۔ موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے نائب امیر بھی ہیں، جبکہ امیر حاجی سیف الرحمٰن مدظلہ ہیں جو بستر علالت پر ہیں۔ ۲۹؍جولائی رات کا آرام وقیام دارالعلوم مدنیہ میں رہا۔

جامع مسجد نور، نورالحق کالونی میں درس:

جامع مسجد نور کے امام وخطیب مولانا قاری مشتاق احمد ہیں جو متحرک اور فعال عالم دین ہیں۔ سوشل میڈیا پر قادیانیوں کو دن میں تارے دکھلاتے ہیں۔ ان کی دعوت پر ۳۰؍جولائی صبح کی نماز کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا درس ہوا۔ مولانا محمد اسحاق سلمہ کی رفاقت ان تمام پروگراموں میں رہی۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ پروردگار عالم ان پروگراموں کو اپنے فضل وکرم سے منظور ومقبول فرمائیں۔

جامعہ نظامیہ میں حاضری: جامعہ نظامیہ حیدر کالونی بہاولپور کے بانی ہمارے بہت ہی پیارے دوست مولانا شمس الدین انصاریؒ تھے، جو شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے تربیت یافتہ اور ان کے زبردست مداح تھے۔ عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے انہوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں، جن کا تفصیلی تذکرہ تو راقم اپنے مضمون میں کر چکا ہے، جن کی وفات ۲۰؍جون ۲۰۲۰ء کو ہوئی۔ راقم نے ۳۰؍جولائی کو بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی کی معیت میں مولانا مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا محمد راشد انصاری سلمہ اور ان کے داماد وجانشین سے جامعہ نظامیہ میں ملاقات کی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

ختم نبوت سیمینار لودھراں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۳۰؍جولائی ساڑھے دس بجے صبح جامعہ سراج العلوم لودھراں میں ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا، جس کی صدارت مجلس کے ضلعی امیر مولانا محمد میاں مدظلہ نے کی، جبکہ مہمان خصوصی جمعیت علماء اسلام لودھراں کے رہنما مولانا سیّد احمد سعید شاہ کاظمی تھے، اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد مرتضیٰ سٹی امیر نے سرانجام دیئے۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سندھ اسمبلی اور قومی اسمبلی کی قراردادوں کا خیرمقدم کیا، جن کے مطابق سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی ”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ کے ساتھ ”خاتم النبیین“ کا لفظ لکھا اور پڑھا جائے۔ نیز انہوں نے مطالبہ کیا کہ پہلی کلاس سے سولہویں کلاس تک کے نصاب کی کتب میں بھی ”خاتم النبیین“ لکھا جائے تاکہ نسل نو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدۂ سے متعارف ہوسکے۔ جامعہ سراج العلوم کے مہتمم مولانا محمد میاں مدظلہ نے تحفظ بنیاد اسلام بل کے اجراء کا بھی خیرمقدم کیا اور حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ پنجاب اسمبلی کے پاس کئے ہوئے بل کو قانونی شکل دی جائے۔ اگر اس میں کوئی خامیاں ہیں تو وہ دور کی جائیں تاکہ یہ بل کی قانون کی شکل اختیار کرسکے۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے دعائیہ کلمات میں مولانا سیّد بشیر احمد شاہ کاظمیؒ، مولانا محمد موسیٰ، صوفی محمد علی، نور محمد مجاہد، خواجہ عبدالحمید بٹ کی ختم نبوت کے سلسلہ میں خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور ان کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی۔ سیمینار میں دسیوں علماء کرام اور معززین نے شرکت کی۔

جامع مسجد خاتم النبیین بودلہ کالونی شجاع آباد میں: ۳۱؍جولائی کے جمعۃ المبارک کا اردو خطبہ دیا، جس میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت کے ساتھ ساتھ عید قرباں کے فضائل پر سیر حاصل گفتگو کی۔ بودلہ کالونی میں زیادہ تر بودلہ قوم سے تعلق رکھنے والے حضرات رہائش پذیر ہیں، اگرچہ اور قومیں بھی آباد ہیں۔ بودلہ قوم کا ایک بڑا قادیانی ہوگیا تھا۔ آج بھی اس کی نسل قادیانیت کی لعنت میں گرفتار ہے۔ بودلہ قوم کے مسلمانوں کی قادیانیوں سے رشتہ داری ہے۔ شادی غمی میں بھی ایک دوسرے کے ہاں آمدورفت ہے۔ میاں پیر شاہ اللہ بودلہ ایڈووکیٹ صحیح العقیدہ مسلمان تھے، وہ جامع مسجد کی تعمیر وتزئین میں ساعی رہے۔ بعدازاں ان کے برادرزادہ میاں لطف اللہ مسجد کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ میاں لطف اللہ اپنی کمزوری کے باعث خدمات کمیٹی کے سپرد کر چکے ہیں۔ ۳۱؍جولائی جمعۃ المبارک کا اردو خطبہ راقم نے دیا۔

جامع مسجد ختم نبوت پرمٹ علی پور: علی پور

میں مجلس کا قدیمی مرکز ہے۔ جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام دارالہدیٰ کے نام سے حفظ وناظرہ کی معیاری درسگاہ ہے۔ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کی ترغیب پر ڈیۂ برادری کے کچھ مخیّر حضرات نے مجلس کے نام قطعات اراضی وقف کئے، مجلس نے جتوئی روڈ پر چک کے بالکل متصل ادارہ قائم کیا، جہاں ایک عرصہ مولانا عبدالکریمؒ امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد مجاہد ملت اور اسرائیکی زبان کے نامور خطیب مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے فرزندزادہ مولانا محمد حمزہ لقمان سلمہ مسجد و مدرسہ کا انتظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ چوک کے سنگم پر واقع ہونے کی وجہ سے مسجد و مدرسہ کو مرکزیت حاصل ہے۔ جمعۃ المبارک کی نماز کے لئے قرب وجوار اور مضافات سے ہزاروں افراد شریک ہوتے ہیں۔ ۷ر اگست جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے اسی مرکز میں دیا۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ اور دین اسلام کے لئے ان کی عظیم الشان خدمات پر بیان ہوا، جو تقریباً پون گھنٹہ جاری رہا۔ بیان کے آخر میں اسمبلیوں کی لفظ ''خاتم النبیین'' کے حوالہ سے منظور کردہ قرارداد کا خیر مقدم کیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ناموس رسالت کے حوالہ سے تقریباً پانچ سوکیس عمل درآمد کے احکامات کے انتظار میں ہیں۔ پہلے تو عدالتیں گستاخ رسول کو شک کا فائدہ دے کر رہا کردیتی ہیں اور اگر عدالتیں گستاخ رسول کو سزائے موت دے بھی دیں تو ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ کبھی جناب ممتاز حسین قادریؒ قانون ہاتھ میں لیتے ہیں اور کبھی جناب فیصل خالد، مجلس اور دینی جماعتیں نہ تو قانون کو ہاتھ میں لینے کی دعوت دیتی ہے اور نہ ہی اجازت۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ گستاخان رسول کو قانون کے مطابق سزا پر عمل درآمد کیا جائے تاکہ آئندہ کسی نوجوان کو قانون کو ہاتھ میں لینے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

پھلن شریف خانقاہ میں حاضری: پھلن شریف کی خانقاہ درگاہ کے بانی حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ مولانا نور محمدؒ نے رکھی۔ وہ ایک عرصہ تک لوگوں کو''اللہ اللہ'' کی تلقین کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا عبدالرشید نے ان کی نیابت کو سنبھالا اور ایک عرصہ وہ جگمگاتے رہے۔ اب مولانا عبدالحمید مدظلہ سجادہ نشین ہیں۔ ان کا سندھ بالخصوص نوابشاہ میں بہت بڑا حلقہ ہے۔ موصوف فاضل دیوبند مولانا حبیب اللہؒ بانی جامعہ حبیب المدارس یا کی والی علی پور کے چہیتے شاگرد ہیں۔ تعلیم کے دوران موصوف کے امام الصلوٰۃ رہے۔ جمعۃ المبارک سے فارغ ہوکر پھلن شریف میں حاضری ہوئی اور مولانا عبدالحمید نقشبندی مدظلہ سے دعائیں لیں۔

مولانا محمد مکی مدظلہ سے ملاقات: مولانا محمد مکی مدظلہ مذکور فاضل دیوبند مولانا حبیب اللہ کے فرزندارجمند اور جامعہ کے مہتمم اور ایک کالج کے پرنسپل ہیں۔ ان سے فون پر بات ہوئی کہ راقم ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہے تو موصوف خود پھلن شریف کی خانقاہ میں تشریف لے آئے اور کچھ دیر اللہ والوں کی مجلس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔

گوجرانوالہ کا دوروزہ تبلیغی دورہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی سلمہ کی دعوت پر دوروز کے لئے گوجرانوالہ

قاضی عبدالخالق ندیم کی رحلت

جناب قاضی عبدالخالق ندیم جلال پور پیروالا کی معروف دینی شخصیت تھے۔ انہوں نے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جمعیت علماء اسلام سے ہمیشہ تعلق رکھا اور جمعیت کے پلیٹ فارم سے ۱۹۷۷ء میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اصلاحی تعلق دین پور شریف کے قادری رراشدی سلسلہ سے تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ راقم سال میں کم ازکم دو جمعہ جلال پور پیروالا کی مساجد میں پڑھاتا، ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ اہل حق کی تمام تحریکوں میں پیش پیش رہے، کچھ دنوں سے علیل چلے آرہے تھے۔ ۳ر جولائی ۲۰۲۰ء جمعۃ المبارک کے روز عین جمعہ کے وقت انتقال فرمایا۔ ان کی نماز جنازہ مرکزی عیدگاہ جلال پور پیروالا میں نبیرہ حضرت پونٹویؒ (استاذ الکل مولانا غلام رسول پونٹویؒ تلمیذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ) مولانا خلیل احمد اسعد کی امامت میں ادا کی گئی۔ جس میں سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں جلال پور پیروالا کے مرکزی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ انہوں نے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑے۔ راقم آثم ۲ر ستمبر ۲۰۲۰ء کو ختم نبوت سیمینار میں شرکت کے لئے جلال پور پیروالا حاضر ہوا تو ان کے فرزند ارجمند جناب قاضی محمد ندیم سلمہ سے تعزیت کی۔ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

آنا ہوا۔ جہاں ان مقامات پر خطاب کا موقع ملا: ۱۹/اگست کو مدینہ مسجد صرافہ بازار میں عصر کی نماز کے بعد مولانا زاہداللہ کی دعوت پر خطاب کا موقع ملا۔ مولانا زاہداللہ نوجوان عالم دین ہیں۔ صرافہ بازار جیسے معروف ترین بازار میں مسجد کا ماحول اتنا خوبصورت بنایا ہوا ہے۔ اعلان کے بعد نوے فیصد نمازیوں نے بڑی توجہ سے درس سنا اور دعا کے بعد سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی، جس میں راقم نے نمازیوں کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ صرافہ بازار اور مضافاتی مارکیٹوں میں مجلس کا ایک مؤثر یونٹ کام کر رہا ہے، جس کے صدر جناب حافظ محمد انیس، جناب غصیب حمزہ بٹ، جناب جاجو پہلوان اس یونٹ کو چلا رہے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد پیپلز کالونی کی مسجد تقویٰ میں بیس پچیس منٹ درس ہوا، جس میں سامعین کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔ جناب عمر عثمان ہاشمی کے والد گرامی حاجی یوسف علی ہاشمی نے تین کنال سے زائد زمین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو وقف کی۔ جناب حافظ نذیر احمد نقشبندی اور صاحبزادہ محمد داؤدؒ کی نگرانی میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر کی گئی، جب تک صاحبزادہ محمد داؤدؒ زندہ رہے وہ اس کا نظم چلاتے رہے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے صاحبزادگان نظم کو برقرار نہ رکھ سکے تو ۲۰۰۵ء میں مجلس نے اپنی تحویل میں لے کر دفتر اور مدرسہ کا نظم قائم کیا۔ الحمدللہ! ۲۰۰۵ء سے اب تک مسجد و مدرسہ کا انتظام مجلس مرکزیہ کے ہاتھ میں ہے۔ مدرس اور امام و خطیب کے وظائف مجلس ادا کرتی چلی آرہی ہے۔ جناب عمر عثمان ہاشمی مدظلہ نظریاتی ساتھی ہیں۔ مجلس کے معاملات اور دعوت و تبلیغ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ جناب محمد عمر باجوہ جوڈیشن کورٹ میں ملازم ہیں، باجوہ برادری میں قادیانی کافی تعداد میں ہیں، موصوف سے قادیانیوں کی گفتگو ہوتی رہتی ہے، جو وقتاً فوقتاً ہاشمی صاحب سے بھی بات چیت کرتے رہتے ہیں تو ہاشمی صاحب نے ان کے ساتھ اپنے گھر میں نشست رکھی۔ جس میں راقم نے مرزا قادیانی کے دعاوی باطلہ، اس کے کردار و کریکٹر اور اس کے نام نہاد خلفاء بالخصوص مرزائی جماعت کے دوسرے لاٹ پادری مرزا بشیرالدین محمود کے کردار پر روشنی ڈالی اور جناب محمد عمر باجوہ سے کہا کہ جو شخص اس کردار و کریکٹر کا مالک ہو کہ غیر محرم عورتیں اس کی مٹھی چاپی کریں، غیر محرم عورتیں اس کے لئے لیٹرین میں پانی کا لوٹا رکھیں، جو شراب پیئے وہ ایک شریف آدمی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ وہ مجدد، مہدی، مسیح موعود، ظلی و بروزی، غیر تشریعی اور تشریعی نبی ہو۔ موصوف نے مرزا قادیانی کے کردار و کریکٹر کے متعلق سن کر کانوں کو ہاتھ لگایا۔ یہ مجلس تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس مجلس میں مقامی مبلغ مولانا محمد عارف شامی بھی شریک ہوئے۔ یہ سلسلہ مغرب سے عشاء تک جاری رہا۔

اقرأ روضۃ الاطفال کے اساتذہ کرام سے خطاب: اقرأ روضۃ الاطفال کے بانی ہمارے مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ تھے۔ ان کے رفیق مولانا مفتی خالد محمود مدظلہ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن ہیں، اقرأ کے نائب مدیر ہیں۔ لاہور ڈویژن اور وسطی پنجاب کے انچارج شہید کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد بن جمیل ہیں۔ اقرأ کی شاخ سیدنا ابو ایوب انصاریؓ میں ظہر کی نماز کے بعد اقرأ کے اساتذہ سے بیان ہوا۔ اقرأ کی اس شاخ میں ۸۰۰ طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اس شاخ کے ناظم اعلیٰ مولانا زاہدالراشدی ہیں (شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ نہیں)، ناظم مولانا اظہر امین ہیں۔ اس شاخ میں حفظ و ناظرہ کی چودہ کلاسیں ہیں اور چار کلاسیں قاعدہ کی ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں ناظم اعلیٰ نے بتلایا کہ ہم اڑھائی سے ساڑھے تین سال تک حسب استعداد حفظ مکمل کراتے ہیں۔ یہاں بھی بیان کے بعد اساتذہ کرام کے سوالات کے جوابات دیئے۔ بیان سے پہلے گوجرانوالہ کے معروف نعت گو شاعر حافظ ابوبکر اشرف سلمہ نے نعت پڑھی۔

تلونڈی کھجور والی میں جلسہ: ۲۰/اگست کو عصر کی نماز کے بعد تلونڈی کی جامع مسجد فاروقیہ میں جلسہ منعقد ہوا۔ مسجد کے خطیب مولانا عبدالرشید اور مولانا محمد عمران نے جلسہ کا اہتمام کیا۔ تلاوت کے بعد حافظ ابوبکر نے نظم پڑھی اور راقم کا بیان ہوا۔

مرکزی جامع مسجد حنفیہ وزیرآباد: میں عشاء کی نماز کے بعد اصلاحی نشست منعقد ہوئی جس کا اہتمام مولانا محمد جنید، مولانا عطاء الرحمٰن، مفتی محمد انور، حافظ محمد ابوبکر، مولانا لقمان نے کیا۔ تلاوت کے بعد گوجرانوالہ کے حافظ ابوبکر اشرف نے نعت پڑھی اور راقم نے یکم محرم الحرام کے حوالہ سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت پر مختصر اور ختم نبوت پر مفصل بیان کیا، جس میں دسیوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ دعا کے بعد مولانا محمد عارف شامی، حافظ ابوبکر اشرف گوجرانوالہ اور راقم گجرات روانہ ہوئے۔ رات آرام و قیام کی مسجد تبلیغی مرکز سے ملحقہ مدرسہ میں کیا، جس کے صدر مدرس مولانا محمد یوسف مدظلہ ہیں۔

گجرات کا دو روزہ دورہ: مولانا محمد قاسم سیوطی سلمہ ضلع گجرات اور منڈی بہاؤالدین کے مبلغ ہیں۔ بہت ہی متحرک نوجوان ہیں۔ ان کی فرمائش پر دوروزہ ۲۱،۲۲/اگست ۲۰۲۰ء کو گجرات آنا ہوا۔ ۲۰/اگست بعد نماز عشاء وزیر آباد میں بیان سے فارغ ہوکر گجرات میں آگئے۔ رات کا قیام و آرام مکی مسجد تبلیغی مرکز کے ملحقہ مدرسہ میں ہوا۔ صبح مدرسہ کے صدر مدرس مولانا محمد یوسف مدظلہ اور تبلیغی مرکز کے امیر سے ملاقات ہوئی۔ راقم کے استفسار پر امیر تبلیغ نے فرمایا کہ ابھی تک مرکز میں جماعتوں کی آمدورفت پر پابندی ہے۔ اللہ پاک حکمرانوں کو ہدایت سے نوازیں اور ایسی ناروا پابندیوں کو ختم کرنے کی توفیق دیں۔

برادر غلام عباس سے تعزیت: گزشتہ دنوں لالہ موسیٰ کے جماعتی ساتھی جناب غلام عباس اور محمد سجاد کے والد گرامی جناب محمد پرویز کا انتقال ہوا تو ان کے گھر حاضری ہوئی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا اور ان کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی۔

خطبۂ جمعہ جامع مسجد بھدر: گجرات کا ایک معروف قصبہ بھدر ہے۔ مولانا قاری عطاء اللہ مدظلہ نے خوبصورت مسجد اور مدرسہ بنایا ہوا ہے۔ بنات کے شعبہ میں دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ بنین کے ادارہ میں کئی ایک کلاسیں پڑھائی جاتی ہیں۔ مدرسہ میں سینکڑوں بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ ان کی جامع مسجد میں سینکڑوں سے متجاوز نمازیوں کے سامنے عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت وعظمت اور خلیفۂ راشد، امام عدل وحریت، داماد مرتضیٰؓ، مرادِ مصطفیٰ سیدنا فاروق اعظمؓ کی دین اسلام کی اشاعت وترویج کے لئے عظیم الشان خدمات پر روشنی ڈالی۔

جناب محمد منیف کے عصرانہ میں شرکت: دولت نگر میں جماعتی ساتھی جناب محمد منیف صاحب نے عصرانہ کا اہتمام کیا، جس میں مقامی علماء کرام، جماعتی رفقاء، ضلعی مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی سلمہ اور راقم نے شرکت کی۔

جامع مسجد نور دولت نگر میں جلسہ ختم نبوت: دولت نگر کی جامع مسجد نور میں مغرب کی نماز کے بعد جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ تلاوت خطیب محترم مولانا قاری غلام غوث نے کی اور ایک مقامی ساتھی نے خوبصورت آواز وانداز میں نعتیہ کلام پیش کیا۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم نے سیّدنا فاروق اعظمؓ کی سیرت مبارکہ، گستاخ رسول کی سزا سزائے موت اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر خطاب کیا۔ جلسہ نماز عشاء سے تھوڑی دیر پہلے ختم ہوا۔ جلسہ کا اہتمام مولانا غلام غوث اور ان کے رفقاء نے کیا۔ جلسہ سے فارغ ہوکر ایک اور جماعتی ساتھی مولانا عمر فاروق زیدمجدہ کی قائم کردہ جامع مسجد خلفائے راشدین میں دعا میں شرکت کی۔

جامعہ اشرفیہ صدیق اکبر چوک کھرانہ: کے بانی ہمارے پیر بھائی حضرت اقدس پیر طریقت رہبر شریعت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے مسترشد قاری محمد مظہر مدظلہ کی دعوت پر رات کا قیام وطعام ان کے ہاں تھا۔ انہوں نے دوردراز دیہات میں بارہ کنال زمین مدرسہ کے لئے خریدی۔ ۲۰۰۵ء میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اور ۵۰×۵۲ فٹ پر مسجد کا بیسمنٹ بنایا، جس کی چھت ڈالی جاچکی ہے۔ میرے حضرت دامت برکاتہم کے حکم سے ہر پیر والے دن مجلس ذکر ہوتی ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی نسبت سے ۲۱/اگست کی رات کا قیام وآرام مدرسہ اشرفیہ میں رہا۔

پنجن کسانہ جامعہ حنفیہ میں حاضری: جامعہ حنفیہ اور اس سے ملحق تقریباً دو درجن دینی مدارس کے بانی حضرت مولانا قاری محمد اخترؒ تھے۔ مجلس کے ساتھ بہت محبت فرماتے تھے۔ بنیادی طور پر جادہ جہلم کے رہنے والے تھے، لیکن پنجن کسانہ ضلع گجرات میں مرکزی ادارہ قائم کیا اور جہلم وگجرات اضلاع میں اس کی کئی ایک شاخیں قائم کیں۔ مجلس کے خورد وکلاں سے یکساں محبت فرماتے۔ راقم جب گجرات ضلع کے دورہ پر حاضر ہوتا تو ان کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد عبداللہ نے یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں فیس بک کے ذریعہ پھیلا دی۔ میت کو کمرہ سے نکالا گیا اور گیارہ بجے ان کے جنازہ کا اعلان کیا گیا۔ جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ جنازہ پھالیہ کی تاریخ میں سب سے بڑا جنازہ تھا۔ جنازہ میں شریک تمام حضرت کی آنکھیں پرنم تھیں۔ جنازہ کی امامت دینہ کے مولانا قاری خالق داد مدظلہ نے کی جو قاری محمد اسلام کے استاذ بھی ہیں۔ راقم مولانا محمد قاسم سیوطی کے ساتھ گجرات کے دورہ پر تھا۔ اگلے روز موصوف کی معیت میں قاری محمد اسلم کے ہاں حاضری ہوئی۔ تعزیت کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ ہماری موجودگی میں جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم وشیخ الحدیث مولانا مفتی محمد طیب مدظلہ اپنے جامعہ کے اساتذہ کرام کی ایک کھیپ کے ساتھ تشریف لائے اور مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی اور بچوں کے لئے بھی جو اپنے والدین اور خاندان کے لئے مغفرت کا ذریعہ ہیں۔ ☆☆☆

تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز

نابغہ وعبقری شخصیت کے مالک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک جری، دلیر اور تہور پیشہ سپہ سالار کی حیثیت حاصل ہے۔ تقریر و تحریر ہو یا مباحثہ و مناظرہ، دونوں میں انہیں لاثانی خداداد ملکہ حاصل ہے۔ مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف ان کے محبوب و مرغوب مشاغل ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نئی کتاب ”تحریک ختم نبوت“ نہایت مبسوط، مدلل، مربوط، جامع اور تحقیقی کتاب ہے۔ **۱۹۳۴ء کی ختم نبوت کانفرنس قادیان سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک** تحریک ختم نبوت جن مراحل سے گزرتی رہی، اس کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ دس ضخیم جلدوں کے ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل قریباً ایک صدی کی عشق ومحبت کی داستان لازوال جو ایمان پرور، جہاد آفرین بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ اس کی ترتیب و تہذیب اور تالیف تدوین بڑی عرق ریزی، دقت نظر اور حسن عقیدت سے کی گئی ہے۔ انداز نگارش ایسا سحر انگیز ہے کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے مولانا خود ان تمام حالات وواقعات کے عینی شاہد ہیں۔

یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ایمان پرور واقعات، اکابرین کے ولولہ انگیز خطابات، پس پردہ حقائق، ہوشربا انکشافات، حکمرانوں کی قادیانیت نوازی اور مختلف اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا بھرپور تذکرہ ہے، جس کے مطالعہ سے دلوں میں عقیدت ومحبت کی ایک برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ دینی غیرت و حمیت کی ایسی پُرسوز و گداز کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ خون جوش مارتا اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور احساسات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس تاریخی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے انمول سوغات اور سدا بہار گلدستہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور طالب علموں کے لئے بھی چراغ راہ کا کام کرے گی۔

مکمل سیٹ کی رعایتی قیمت صرف 2500 روپے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

facebook amtkn313
WWW.AMTKN.COM
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

فرما گئے یہ ہادیؐ — تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد — لانبی بعدی

عظیم الشان فقید المثال

ختمِ نبوۃ کانفرنس

39 ویں 2 روزہ سالانہ

بمقام مُسلم کالونی چناب نگر

22 23 اکتوبر 2020 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

ڈاکٹر حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حافظ حضرۃ مولانا ولی کامل محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب

صاحبزادہ پیرِ طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا ولی ابن ولی خواجہ عزیز احمد صاحب

عنوانات

- ظہورِ امام مہدی
- توحیدِ باری تعالیٰ
- عقیدۂ ختمِ نبوت
- سیرتِ خاتم الانبیاء
- حیاتِ سیدنا عیسیٰ
- عظمتِ صحابہ و اہلبیت
- اتحادِ امتِ محمدیہ
- پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی حدود کا تحفظ

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت — عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ چناب نگر ضلع چنیوٹ

0300-7314337
0300-4304277
0301-7972785

خطاطی و ڈیزائننگ محمد شکور عاصم رانجھا — ادارۃ الخطوط — گوجرانوالہ 0300-6411525 0302-6619540